

# غزیر سے گر بلا تک

عربی

من صلیب مولاہ فہذا علم مولاہ

ریحان اعظمی

Designed By: Zulfiqar Azmi

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام ہو رحمان جس کا ڈوا لکھال آیا تو ہو  
گن گے دُنیا بنا ڈالے، گمان آیا تو ہو  
چومنے آئیں فلک سے میری چوکھٹ کو ملک  
مدحتِ حیدر میں جو لکھوں، خیال آیا تو ہو

”غلیب سے کربلا تک“

از نتیجہ فکر..... ریحان اعظمی

ترجمہ و تفسیر: محمد اسحاق نقوی

منجانب:

بیگم اشرف بانو حبیب علی

ایم، ایل، پیراڈائز، سو لجر بازار، کراچی

## التماسِ سورة فاتحه

مرحوم نظر علی سیدھی بھائی  
مرحومہ کلثوم بانی زوجہ نظر علی  
شیریں نظر علی۔ انوار نظر علی  
روشن بانو زوجہ محمد علی چھگن  
محمد علی چھگن بھائی  
شیر بانو نظر علی  
ذکیہ غلام علی لاکھا پور والا  
گلبانو بانی نظر علی

## التماسِ سورة فاتحه

مرحومہ کلثوم بانی زوجہ فدا حسین  
مرحومہ جینا بانی زوجہ دیوجی نایانی  
مرحومہ فاطمہ بانی زوجہ غلام حسین ماؤجی  
مرحوم فدا حسین غلام حسین  
مرحوم اکبر علی دیوجی۔ غلام حسین ماؤجی  
عابد علی حبیب علی  
رضا حسین دیوجی بھائی  
حسین علی دیوجی بھائی  
مرحوم حیدر علی نظر علی آگرہ والا  
شا کر حسین غلام علی پیر بھائی

جملہ حقوق بحق ناشر اور ریحان اکیڈمی محفوظ ہیں

نام کتاب	:	غدیر سے کربلا تک
مصنف	:	ریحان اعظمی
ترتیب و تزئین	:	عباس نقوی
سرورق	:	ذوالفقار اعظمی
تعداد	:	گیارہ سو (بار اول)
سن اشاعت	:	۲۰۰۳ء
پبلشر	:	سنی انٹرپرائزز
		جعفر طیار سوسائٹی ملیر،

Mobile: 0320-5021298

جاری کردہ: ریحان اکیڈمی، اسلام آباد، کراچی

انتساب

میر انیس اور مرزا دپیر

کے نام

## اس کتاب میں کیا کیا ہے؟

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱	کہتا ہوں سچ..... عباس نقوی	۱۱
۲	عوامی شاعر انصرا عظمیٰ	۱۳
۳	مُجاہدِ خانہٴ حسینی ابرار الحسن	۱۴
۴	ریحانِ زندگی کا شاعر علامہ حسن ظفر نقوی	۱۵
۵	مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ.. ریحانِ اعظمی	۱۷
۶	برخوردارِ ریحانِ اعظمی الحاج ظفر احسن زیدی	۲۱
۷	عرض ناشر احسن رضا	۲۲
۸	حمد	۲۳
۹	نعت	۲۴
<b>منقبتیں</b>		
۱۰	آغوشِ خدیجہ میں قرآنِ طہارت ہے	۲۷
۱۱	اتنی ہی دولتِ حسن تیرے شاگرد کو ملی	۲۹
۱۲	بنتِ خیر البشر سیدہ آپ ہیں	۳۱
۱۳	تھا صلحِ امن جو بچپن ہی سے حسن کا مزاج	۳۴
۱۴	جس گھر میں ترا حسنِ ولادت نہیں ہوگا	۳۸
۱۵	جس کو نسبتِ ساقی کوثر سے ہے	۴۰
۱۶	حقِ بدعتِ سرور کا ادا کون کرے گا	۴۳

۴۵	دامنِ قرطاس پہ مدح و ثنا کی روشنی	۱۷
۴۷	ریحان لب کشا جو ہوا بزمِ شاہ میں	۱۸
۵۱	صدیوں سے یہ کیا آبِ رواں ڈھونڈ رہا ہے	۱۹
۵۳	قرآن کے لب پر تیری ثنا	۲۰
۵۶	کیا وقت کیا گھڑی تھی فضا مشکبار تھی	۲۱
۵۸	کب تک کروں حضور کا میں انتظار اور	۲۲
۶۱	مرے علی پہ یقین رکھنا	۲۳
۶۴	ماگودعا گھڑی یہ قبول دعا کی ہے	۲۴
۶۶	مدحت گزار جتنے بھی زین العبا کے ہیں	۲۵
۶۸	میرے جذبات عزاکویوں ابھارا جائے	۲۶
۷۱	یہ کیسا جشن ہے رونق یہ کوبہ کو کیا ہے	۲۷
<b>سلام</b>		
۷۳	اس بات پہ نادانوں نے سوچا نہیں کچھ بھی	۲۸
۷۶	اظہارِ مسرت کا کیسا یہ طریقہ ہے	۲۹
۷۸	بشر کے واسطے جیسے ہوا ضروری ہے	۳۰
۱۳	بہت آساں نہیں مدحت گزارِ مرتضیٰ ہونا	۳۱
۸۳	پرسہ دارانِ شہرِ کرب و بلا ہیں ہم لوگ	۳۲
۸۵	تصور میں میرے جب بھی حسین ابن علی آئے	۳۳
۸۹	جب ہم عزائے سبطِ پیغمبر میں آگئے	۳۴



۹۱	جب شعور علم مجھ کو علم کے در سے ملا	۳۵
۹۵	جو حجبِ نفس پیغمبر نہیں	۳۶
۹۸	جو غمِ شبیر کو دل میں بہم رکھے نہیں	۳۷
۱۰۰	چاہتا ہے اگر زندگی کا مزہ، علم کے در پہ آ	۳۸
۱۰۲	حدودِ بحر میں اور عرصہ زماں میں نہیں	۳۹
۱۰۴	خدا کی ذات پہ ایقان کو شبیر کہتے ہیں	۴۰
۱۰۶	خوش قسمت در آلِ نبی کے ہم گدا گر ہیں	۴۱
۱۱۸	داغِ ماتم کو جو سینے پہ سجا رکھا ہے	۴۲
۱۱۱	دنیا میں جتنے لوگ بھی زندہ ضمیر ہیں	۴۳
۱۱۳	دیکھا انور جس نے بھی چہرہ حسین کا	۴۴
۱۱۶	جدہ ہے تلاوت ہے عزا داریِ شبیر	۴۵
۱۲۰	کچھ تو محمد کا یہ فرمان بہت ہے	۴۶
۱۲۲	شہر کہتے تھے یہ لشکرِ اعدا مرے آگے	۴۷
۱۲۶	قرآن کی زبان فقط اہلبیت ہیں	۴۸
۱۲۹	عباس کا ہے قول یہ پیکار کچھ نہیں	۴۹
۱۳۳	قرطاسِ مودت پہ یہ قدرت نے لکھا ہے	۵۰
۱۳۵	کل ایمانِ نفسِ نبی کون ہے	۵۱
۱۳۸	کون کہتا ہے کہ فوجِ کبریا پیاسی رہی	۵۲
۱۴۱	کوئی خود سر چشمِ خالق میں برا ہوتا ہے ہو	۵۳

۱۴۳	کوئی بھی غم نہ ملے بس غم شیر ملے	۵۴
۱۴۵	مجلس غم ہے آہ وزاری ہے	۵۵
۱۴۸	مدحتِ نفسِ پیمبر کے لئے	۵۶
۱۵۰	مزارِ شہیدِ کربلا دیکھ لوں	۵۷
۱۵۳	مڑگاں پر اشکِ غم کو فروزاں کے بغیر	۵۸
۱۵۷	میری آنکھیں اٹک غم سے جب فروزاں ہو گئیں	۵۹
۱۵۹	نام ہو رحمان جس کا ذوالجلال ایسا تو ہو	۶۰
۱۶۲	نفسِ نبی دستِ خدا، مولا علی مشکل کشا	۶۱
۱۶۶	نہ رشتے داریاں سب کچھ نہ قربِ مصطفیٰ سب کچھ	۶۲
۱۷۰	واسطہ منکرانِ علی سے نہ رکھ	۶۳
۱۷۳	واقفِ شانِ حسین ابنِ علی زعفرِ جن	۶۴
۱۷۵	وہ جس کا نام ہی مشکل میں اسبابِ کرم ٹھہرے	۶۵
۱۷۷	یہ زمیں خدا کا ہے معجزہ پس معجزہ کوئی اور ہے	۶۶
۱۸۰	یہ کس نے کہہ دیا تم سے خدا تلاش کرو	۶۷
۱۸۴	یہ کس نے کہا مجلسِ و ماتم نہیں ہوں گے	۶۸
	نوحے	۶۹
۱۸۷	آنسو بہاؤ نوحہ پر دھواؤ مومنو	۷۰
۱۹۰	آج بھی شام کے زنداں سے یہ آتی ہے صدا	۷۱
۱۹۳	الجہاد، الجہاد، الجہاد، الجہاد	۷۲

۱۹۷	اے شہہ کے علمدار، اے شہہ کے علمدار	۷۳
۲۰۱	بانو بین کرے رور و کر، جاگ سیکنہ جاگ	۷۴
۲۰۳	پچھڑے سفر میں ایسے مسلم کے پسر دونوں	۷۵
۲۰۶	جب آخری رخصت کو چلے سید والا	۷۶
۲۰۹	جب ہو گئے مادر سے جدا عون و محمد	۷۷
۲۱۲	حسین کا غم منانے والو، دعائے زہرا کا تم پہ سایہ	۷۸
۲۱۴	خمیوں سے اک شورا اٹھائے علمدار	۷۹
۲۱۸	سینوں سے اٹھے ماتم کی صدا	۸۹
۲۲۰	شیر یہ کہتے تھے بصد رنج یہ رو کر، اے تربت مادر	۹۰
۲۲۳	وطن میں آ کے یہ زین العبا کا تھانا لہ	۹۱
۲۲۶	کب ملے گی ہمیں زنداں سے رہائی اماں	۹۲
۲۲۸	کڑیل جواں کی لاش پہ آئے حسین جب	۹۳
۲۳۲	کہتی تھی سکینہ بیبی لاشوں سے درمیاں	۹۴
۲۳۵	لیلیٰ کا پسر خاک پہ دم توڑ رہا ہے	۹۵
۲۳۹	ماں کہتی تھی اے نور نظر اے علی اصغرؑ	۹۶
۲۴۲	مسلم جو قتل ہو گئے کوفے کی راہ میں	۹۷
۲۴۴	موت نے سہرا جوا کبر کا سجایا ہوگا	۹۸
۲۴۶	میرے شانوں میں رسیاں کیوں ہیں	۹۹
۲۴۹	یا زینب کبریٰ، یا زینب کبریٰ	۱۰۰
۲۵۳	کر بلا سے جو کبھی ہو کے ہوا آتی ہے	۱۰۱
۲۵۵	نذر کا ہے نذر کے گا، نذر کا ہے نذر کے گا	۱۰۲

عباس نقوی

## کہتا ہوں سچ.....

ریحانِ اعظمی صاحب کا کہنا ہے کہ ”کتاب لکھنا آسان ہے لیکن اس کو چھپوانا، کم از کم میرے جیسے غریب اور نوکری پیشہ آدمی کے لئے عالم برزخ سے گذرنے کے مترادف ہے“ مجھے ان کے دعویٰ غربت سے اختلاف ہے اور وہ یہ کہ دنیا میں عمومی طور پر جو دولتیں شمار کی جاتی ہیں وہ عزت، دولت، شہرت اور علمیت ہیں، اگر ہم ریحانِ اعظمی کا ان چاروں اقسام کی دولتوں سے موازنہ کریں تو احساس ہوتا ہے کہ یہ بزرگوں کی محفل میں قدم رکھیں یا اپنے ہم عصروں کی محفل میں ہر دو جگہ انہیں مناسب عزت حاصل ہے، دولت ان کے پاس اس قدر تو ضرور ہے کہ بغیر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے صبح سے شام تک سگریٹ سے لے کر ٹیکسی کے تمام لوازمات ایک نواب کی طرح انجام دیتے ہیں، ماہا اللہ شہرت کے حوالے سے بین الاقوامی شہرت ان کا خاصہ بن چکی ہے اور آخری چیز علمیت کی بات کی جائے تو جس قدر وقت مطالعے کو دیتے ہیں اس کے اعتبار سے کہیں زیادہ علمی و فکری نیچ پر گفتگو کرنے سے لے کر نثر لکھنے یا شعر کہنے پر قادر ہیں۔ سوچنے سے قبل مولانا کی مدد دستیاب ہو جاتی ہے اور یہ ہر سال ماہا اللہ اپنے نئے مجموعہ کلام کے ساتھ اپنے معاصرین کے درمیان موجود پائے جاتے ہیں، لہذا شاید میں یہ دعا مانگنے میں حق بجانب قرار پاؤں کہ

گر ریحانِ اعظمی غربت کا اشارہ ٹھہرے

پھر تو ہر ایک کو اُن جیسا بنا دے مولانا

لہذا غریب تو یہ ہیں نہیں، البتہ یہ حقیقت ہے کہ اکثریت کے لئے شعر کہنا تو شاید آسان ہو لیکن اس کو شائع کرنا نہایت مشکل کام ہے کہ اس کے لئے اچھے سے

اچھے شاعر، ادیب اور نقاد بیچارے مارے مارے پھرتے ہیں تب جا کے کہیں،

بڑی مشکل سے ہوتا ہے کوئی اک پبلشر پیدا

پھر اس پبلشر کے نخرے اللہ اکبر اور پبلشر بھی بیچارہ کیا کرے جب دوست احباب سے لے کر تعلقاتیوں اور مداحوں تک سب ہی اس توقع میں رہتے ہیں کہ شاعر موصوف خود انہیں مفت کی کتاب دستخط کے ساتھ عطا کریں اور وہ اسے لے جا کر اپنے شیلف کی زینت بنا کر ادبی شخصیات کے زمرے میں قدم رکھ لیں..... خرید کر پڑھنا شائد لوگوں نے چھوڑ ہی دیا ہے۔

خیر یہ باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں فی الوقت ریحان اعظمی کا ساتواں مجموعہ کلام آپ کے ہاتھوں میں ہے جبکہ ان کا دسواں مجموعہ ”ایک آنسو میں کر بلا“ کارومن ایڈیشن مشکل الفاظ کے انگریزی ترجمے کے ساتھ منظر عام پر لایا جا رہا ہے، جو ایک نئی کاوش ہے۔

میں نے زیر نظر مجموعہ کلام کے حوالے سے چند جملے ”ندائے حق“ اخبار میں ان کے حالیہ انٹرویو میں لکھے تھے جو پسند کئے گئے یہاں نقل کر رہا ہوں کہ

”جس طرح کسی بھی بڑے شاعر کے کلام میں ہر لفظ کا ایک مخصوص برتاؤ ہوتا ہے جو تخلیق کار کی شناخت کہلاتا ہے، اسی شناخت یا انگ کی اگر قرآن کے حوالے سے بات کی جائے تو کسی مقام سے لفظ ہٹائیے یا تبدیل کیجئے اور صحیح جوہری کو دکھا لیجئے، عربی تو یقیناً رہ جائے گی ”قرآنیت“ ختم ہو جائے گی... یا... میرا نہیں کے اشعار سے کوئی لفظ بدل کر تو دیکھئے شعر تو شائد باقی رہ جائے ”انیسیت“ نہیں رہے گی، ہر Genuine تخلیق کار کی تخلیق میں اس کا مخصوص انداز جھلکتا ہے، جب تک یہ انداز اپنی جگہ نہ بنا پائے تخلیقات میں ربط اور تسلسل نہیں رہ پاتا، آج یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ریحان بھائی نے اپنے ہر پہلے مجموعے کے بعد دوسرے مجموعے میں کسی نہ کسی طور بہتری ہی پیدا کی ہے اور اب ان کا یہ مجموعہ کلام ”غدر سے کر بلا تک“ اپنے قارئین کو ریحان کی ”ریحانیت“ سے متعارف کرائے گا“ مجموعہ پڑھے اور داد دیجئے۔ شکر یہ

## عوامی شاعر

ریحان اعظمی مقبولیت کے جس مقام پر ہیں وہاں انہیں اپنے تعارف کے لئے کسی سے کچھ لکھوانے کی ضرورت تو نہیں، بالخصوص اس صورت میں جب لکھنے والا مجھ ایسا بے مایہ ہو، تاہم بے تکلف دوست کی حیثیت سے مجھے اپنی رائے کا اظہار کر دینے میں اس لئے تامل نہیں ہے کہ ریحان کی شاعری سے متعلق میری رائے سے اتفاق کرنے والے مجھے ہر قدم پر مل جاتے ہیں۔ ریحان بیک وقت عوام کا شاعر بھی ہے اور شاعروں کا شاعر بھی ہے، کلام طرخی ہو یا غیر طرخی، ریحان اپنے سامعین کے مزاج کے مطابق شعر کہنا جانتا ہے اور شاید یہی اس کی مقبولیت کا راز ہے، ترنم سے استفادہ ریحان کی خوبی بھی ہے اور مجبوری بھی لیکن کہیں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ ترنم سے شعری محاسن کی کمی کو پورا کر رہا ہو ترنم ریحان کے یہاں ایک اضافی خوبی ہے، خود ترنم کی افادیت باقی نہیں رہتی اگر کلام ادق ہو یوں ریحان کی اہل پسندی اس کے ترنم کو اور اس کا ترنم اس کے کلام کی اثر انگیزی کو دو چند کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

دو درحاضر کی دینی شاعری میں ریحان اعظمی کے کلام کا تناسب اب آٹے میں نمک کی حد سے گزر کر خود آٹے کی آدھی مقدار تک پہنچا ہے، اس وقت دینی شاعری کی کسی بھی محفل میں ریحان کی موجودگی لازم و ملزوم ہو چکی ہے۔ حمد، نعت، سلام، منقبت، نوحہ ہر میدان میں ریحان کا کلام زبان زد خاص و عام ہے۔ قارئین اب ان سے صغیر مرثیہ میں آغاز کرنے کے متمنی ہیں، امید ہے کہ یہ جلد ہی اس جانب بھی توجہ کریں گے اور باقی اصناف کی طرح اس صنف میں بھی اپنا لوہا منوالیں گے۔

ابرا حسن (ترقی پسند تھنکر ز فورم)

## مجاہدِ خامہ حسینی

زندگی کی تلخیوں اور محرومیوں سے نبرد آزما ریحانِ اعظمی کو میں نے ہمیشہ بشد ہی سے اپنا راستہ خود بناتے اور منزل تک پہنچتے دیکھا ہے جو ان کی مشقت آمیز شخصیت کا خاصہ بھی ہے تبھی غالب کا یہ شعر ان کی شخصیت پر صادق آتا ہے کہ

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے  
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

مگر کبھی کبھی دوستوں کی نجی محفلوں میں ریحانِ عباس کے بچپن اور نوجوانی کو شاعر ریحانِ اعظمی پر سبقت کرتے ہوئے پایا ہے۔ خاص طور پر ان کے معصوم اور لکنت آمیز لہجے میں بذلہ سنجیاں دوستوں کی محفلوں کو زعفران زار کئے رہتی ہیں، دوستوں سے دوستی نبھانا اور مخالفین کا احترام ان کی سرشت میں شامل ہے، لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہونا وہ اپنا فرض اول سمجھتے ہیں۔

مجموعی طور پر ان حوالوں سے ریحانِ اعظمی ایک باظرف صاحبِ کردار اور خود ار شخصیت ثابت ہوتے ہیں۔ جہاں تک ریحانِ اعظمی کی شاعری کا تعلق ہے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ وہ ایک مستند اور ہمہ صفت شاعر ہیں، غزل، گیت، حمد و نعت، قصیدہ و منقبت پر ان کی کئی کتب منظر عام پر آچکی ہیں مگر ان کی وجہ شہرت اور مقبولیت صرف نوحہ گوئی پر ان کا کمال فن ہے۔ حسینیت کے اس پرچار کے لئے انجمن الذوالفقار نے انہیں ”مجاہدِ خامہ حسینی“ کا خطاب ہدیہ کیا ہے۔

”جس طرح اہلبیت کا نوحہ ابدی ہے اسی طرح ریحانِ اعظمی کے قلم کی زندگی بھی ابدی ہے، دونوں ہلاکت سے مبرا ہیں“ خدا ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

مولانا حسن ظفر

## ریحان...! زندگی کا شاہد

زمانہ حیران ہے، بلکہ کچھ لوگ پریشان بھی ہیں کہ اتنے کم وقت میں ریحان اعظمی کے کلام پر مشتمل سات مجموعے زیور طبع سے آراستہ ہو کر نہ صرف یہ کہ آچکے ہیں بلکہ تقریباً ہر مومن کے گھر کی زینت بھی بنے ہوئے ہیں اور اب یہ آٹھواں مجموعہ کلام ”غذیرے سے کر بلا تک“ طباعت کے لئے تیار ہے مگر میں کہتا ہوں کہ اب تک صرف آٹھ مجموعے، کیوں کہ میرے اندازے کے مطابق تو جس حساب سے ریحان نے سلام، نوے، منقبت اور نعتیں تحریر کی ہیں ان مجموعوں کی تعداد کی سیخری مکمل ہو جانی چاہئے تھی، مگر بہر حال ان نامساعد حالات میں یہ بھی کافی ہے۔

ریحان اعظمی کو شاعری کے میدان میں ان ہی حالات کا سامنا ہے جن حالات سے ہر بڑے شاعر کو گزرنا پڑتا ہے، دوستیاں، دشمنیاں، محبتیں، نفرتیں، رقابت، حسد، جاذبہ، دافعہ اور وہ سب کچھ جو کسی بھی میدان میں شہرت کا لازمہ ہوا کرتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی شخص کسی بھی بڑے مقام تک پہنچ نہیں سکتا جب تک اسے بہت کچھ قربان نہ کرنا پڑے۔ خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جو اپنی محنت اور خلوص کی بدولت کسی مقام پر پہنچ جاتے ہیں ورنہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ساری زندگی جدوجہد ہی میں گزر جاتی ہے اور کچھ حاصل نہیں ہو پاتا۔ ریحان ان لوگوں میں ہے جو لوگ زندگی کو بہت قریب سے دیکھتے ہیں۔

لالو کھیت سے انچولی اور جعفر طیار تک جن تربیتی مراحل سے ریحان گزرا اس میں اذیت ناک لمحات زیادہ ہیں۔ میں ایسے نام نہاد دانشور حضرات کو بھی جانتا ہوں جو ریحان کو



”لالو کھیت“ کا ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، لیکن ان کی قابلیت کا بھرم اس وقت کھل جاتا ہے جب وہ بات کرتے ہیں اور اس وقت تو اور بھی ان کی شخصیتیں نمایاں ہو جاتی ہیں جب کوئی قریب سے ان کی نجی زندگی کو دیکھتا ہے۔

ہم سب خطا کے پتلے ہیں، میں بھی آپ بھی اور ریحان بھی لیکن ہمیں کسی بھی مرحلے پر اخلاقیات اور انسانیت کے تقاضوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے، ہماری کسی سے کتنی مخالفت کیوں نہ ہو شجاعت اور مردانگی کا تقاضہ یہی ہوتا ہے کہ اختلافات بر ملا ہونا چاہئیں، جعلی ناموں سے خفیہ طریقے سے فحش کلامی سے انسان کتنے ہی پردوں میں چھپ کر کیوں نہ بیٹھے بالآخر اس کا بھرم کھل جاتا ہے ایسے ہی کچھ لوگ ریحان کے پیچھے بھی پڑے ہوئے ہیں، میرا ریحان کو یہی مشورہ ہے کہ

عرتی تو میوندیش زغوغائے رقیباں  
آوازِ سگاں کم نکند رزق گدارا

ریحانِ اعظمی

## مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

کتاب لکھنا آسان ہے لیکن اس کو چھپوانا کم از کم میرے جیسے غریب اور نوکری پیشہ آدمی کے لئے عالمِ برزخ سے گزرنے کے مترادف ہے۔ لیکن اس بات پر بھی پورا ایمان اور یقین رکھتا ہوں کہ نیک کام اور خصوصاً مولاً کی مدحت اور ان پر گریہ و زاری کے لئے کوئی بھی کام ہو خواہ وہ محفل و مجالس ہوں یا ان پر لکھی جانے والی تحاریر کی طباعت کا مرحلہ ہو وہ اس کا انتظام خود کر دیتے ہیں، زیرِ نظر کتاب ”غدیر سے کربلا تک“ کی طباعت کے لئے میں پریشان تھا کہ ۲۱ رمضان کو نشتر پارک کی مجلس میں جناب رضا واسطی (عالیٰ نجم) سے ملاقات ہو گئی مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے ارے میاں گذشتہ کئی دن سے تمہاری تلاش میں ہوں، میرے ایک بہت ہی مہربان دوست تم سے ملنا چاہتے ہیں جو تمہارے مداح بھی ہیں اور یہیں نشتر پارک کے قریب ہی ان کا گھر ہے۔ میں ان کے ساتھ محترم حبیب علی صاحب کے گھر گیا، برسی سلام دعا کے بعد حبیب صاحب نے کہا میں گذشتہ سال بھر سے آپ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا، میں چاہتا ہوں کہ آپ کی کسی کتاب کی طباعت میں کچھ حصہ ٹوٹا ہٹائیں بھی لے سکوں۔ (اندھا کیا چاہے، دو آنکھیں والی مثال) میں نے فوراً کہا کہ میری ایک کتاب تقریباً تیار ہے، آپ چاہیں تو اس میں معاونت فرما سکتے ہیں لہذا انہوں نے بصد خوشی یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ اس طرح یہ کتاب اس قدر جلد زورِ طباعت سے آراستہ ہو گئی کہ میں خود حیران ہوں۔ بات وہی ہے کہ مولاً اپنا کام خود کروا دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حبیب علی صاحب اور اُن سے ملوانے والے واسطی صاحب کے لئے دعا گو ہوں مولاً ان کی تمام تمنائیں بر لائے۔

زیرِ نظر مجموعہ کلام میں منقبت، سلام اور نوے شامل کئے گئے ہیں جس میں پچانوے فی

صد کلام غیر مطبوعہ اور نیا ہے اس مجموعے کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں غالب کی زمینوں میں کئی مقبتیں اور سلام لکھے ہیں جبکہ تمام نوے اس سال ۲۰۰۳ء میں آنے والے محرم کی کیسٹوں کے لئے تحریر کئے گئے تھے وہ اس کتاب میں شامل ہیں اس طرح کیسٹ ریلیز ہونے سے پہلے یہ نوے شائع ہو چکے ہوں گے، جیسا کہ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ کتاب لکھنا آسان ہے چھپوانا بہت مشکل ہے کیوں کہ ایک قاعدے کی کتاب جو کہ کتابت، کاغذ سرورق اور جلد کے لحاظ سے مکمل کتاب معلوم ہو اس پر تقریباً اسی ہزار سے لے کر ایک لاکھ روپے کا خرچہ آتا ہے جو کہ میرے لئے ناممکن ہے لیکن مولا جزا دین مہبان محمد و آل محمد گو اور میرے چند بہی خواہوں کو جسکی اعانت اور معاونت سے میرا یہ نواں مجموعہ کلام آپ سے نظر نوازی کی سند چاہتا ہے۔ اس میں سب سے بڑا ہاتھ محترم جناب حبیب علی اور ان کی شریک حیات کا ہے جبکہ ان سے ملاقات کا ذریعہ جناب رضا واسطی کا ہے جن کا میں تہہ دل سے ممنون ہوں اس کتاب کے ساتھ دوسری کتاب جو کہ صرف نوحوں پر مشتمل ہے اور رومن رسم الخط میں ترتیب دی گئی ہے ساتھ ہی اردو کے قدرے مشکل الفاظ کا انگریزی ترجمہ بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ غیر ممالک میں اردو رسم الخط سے نابلد مگر اردو سے واقفیت رکھنے والے قارئین کو مشکل لفظ سمجھنے میں آسانی بہم ہو سکے۔ اس میں الطاف حسین صاحب دہلی والے، اختر بھائی اور شاہدہ بھابھی (دوحہ) کی معاونت شامل ہے اس کے علاوہ میرے چند احباب جن کا میں ہمیشہ ذکر کرتا ہوں یہ ایسے احباب ہیں جو مجھے وقتاً فوقتاً کچھ نہ کچھ لکھنے پر آمادہ کرتے رہتے ہیں ان میں محترم عارف رضا (دادو) برادر ام اسد آغا، میرے رفیق کار حسن عباس زیدی اور بچپن کے دوست پروفیسر سبط جعفر کے اساء گرامی شامل ہیں۔ اس کے بعد جو سب سے زیادہ میرے کلام اور میری فکر کو جلا بخشنے کا کام انجام دیتے ہیں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں وہ بین الاقوامی شہرت یافتہ نوحہ خواں جناب سید ندیم رضا سرور ہیں کیوں کہ ان کی آواز اور میرے کلام کی گنگا جمنی شراکت اب پوری دنیا

میں لازم و ملزوم ہو کر رہ گئی ہے وہ میری تنہائیوں کے ساتھی بھی ہیں اور محفلوں میں میرے لئے باعثِ عزت بھی، چند احباب ایسے ہیں جن کا ذکر میں ضروری سمجھتا ہوں جو کسی نہ کسی طرح میرے لئے مددگار ثابت ہوتے ہیں وہ چاہے زبانی ہو یا عملی لیکن میرے خیر خواہ ہیں ان میں محترم جناب حسین منجی دہلی، ضیغ زیدی زمانہ طالبِ علمی کے ساتھی (شارجہ) جناب احسن زیدی، قاضی ارشاد عالم، ارشد بھائی، کلیم اختر کلیم، حامد فرید، محمد اسلم یہ دونوں دوست میرے ہم پیشہ یعنی تدریس سے وابستہ ہیں۔

محترمہ یاسمین نیاز جن کی معاونت مجھ پر احسان کی حد تک ہے، محترم باقر نقوی نیوجرسی امریکہ نیر کاظمی، امیس ایم نقی، انجمن الذوالفقار کہ یہ دوست بھی حوصلہ افزائی کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ پیسہ ہی سب کچھ نہیں ہے اگر صحیح وقت پر کوئی دوست صحیح مشورہ دے دے تو یہ بھی بڑی بات ہے میرے ایک اور دوست علی رضا دوحہ قطر کی کرم گستری بھی شامل حال ہے، محترم عون علی لاکھانی دوحہ قطر کی دعائیں اس کے علاوہ میری والدہ سیدہ کنیز کبریٰ کی دعاؤں کا آسمان میرے سر پر ہر وقت سایہ لگن ہے اس کے علاوہ میری معنوی والدہ سیدہ رشیدہ عابدی نظام کا اخلاص اور تعاون میرے لئے سرمائے کی حیثیت رکھتا ہے، اور میرے آدھے سے زیادہ ثواب کی حقدار اور ایثار و قربانی کی ناقابلِ فراموش مثال سلمان، معصوم اور ارسلان کی امی میری شریک حیات شہانہ اعظمی ہیں جنکی مجھ سے گھر میں رہتے ہوئے بھی ملاقاتوں کی طرح ملاقات ہوتی ہے کیوں کہ نوحہ، سلام منقبت لکھوانے والوں کا رش شام ڈھلے سے صبح کی آذان تک اس طرح لگا رہتا ہے کہ بیوی بچوں سے گھر میں رہتے ہوئے بھی ملاقات نہیں ہو پاتی۔ جبکہ تمام رات چائے بنا کر دینا اور کبھی کبھی روٹیاں پکا کر آنے والے عزا داروں کو دینا وہ اپنے فرائض میں سمجھتی ہیں اگر یہ ایثار کا تحفہ ان کی طرف سے مجھے نہ ملتا تو شاید میں اتنا کام نہ کر پاتا خدا ان نوابوں کو اور انکے شوہر کو سلامت رکھے۔ ایک ہستی ایسی ہے جس کا ذکر ضروری ہے وہ ہے مولانا حسن ظفر نقوی کی جنکی پشت پناہی (علمی طور پر)

مجھے ہر وقت حاصل ہے، علاوہ ازیں میرے بڑے بھائی آل رضا جموں اور باقر رضا کی دعائیں بھی میری ساتھی ہیں۔ نہ جانے اور کتنے نام باقی ہیں جو فی الوقت حافظے میں نہیں لیکن میں ان کی شفقتوں اور محبتوں کا مقروض ہوں البتہ لندن کے جناب اسلم ہاشم صاحب اور سہج حیدر کا کیا ذکر کیا جائے کہ یہ دونوں شخصیات میرے دوست بلکہ دوست کیا بھائیوں جیسے ہیں اور محسنوں کی صف میں شامل ہیں۔ ایسے ہی دوستوں کی فہرست نامکمل رہ جائے گی اگر میری اکیڈمی کے ذمہ دار اور میری تمام کتابوں کو کمپوزنگ کے ساتھ تزئین و ترتیب کرنے والے میرے چھوٹے بھائی جن کو میں ڈانٹ ڈپٹ کر بھی اپنا کام کروا لیتا ہوں، وہ ہیں عباس نقوی، مولانا کو سلامت رکھے، بہر حال کتاب آپ کے روبرو ہے، میں آپ کی دعاؤں کا طالب ہوں۔

### ریحان اعظمی صاحب کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصنیفات

#### مطبوعہ مجموعہ کلام

نوحہ و سلام	منظر بہ منظر کر بلا
نوحہ و سلام	غم
نوحہ و سلام	ایک آنسو میں کر بلا
غزل	خواب سے تعبیر تک
نوحہ و سلام	عز خانہ
نوحہ و سلام	ریحان عز
نعت و منقبت	سامان شفاعت
مناقب، سلام و نوحے	غدیر سے کر بلا تک

#### غیر مطبوعہ تخلیقات

مختلف اخبارات میں شائع شدہ کالم	کالم کلوج
رسائل و جرائد میں مضامین و انٹرویوز	ریحانیات
تمام مجموعوں کے منتخب کلام	منتخبات ریحان

الحاج مولانا ظفر احسن زیدی

## برخوردار ریحانِ اعظمی

تمام الہامی کتب آسماں سے زمیں کی طرف نازل کی گئی ہیں ان میں سے ایک کتاب اشعار کا مجموعہ ہے جبکہ وہ شاعری جو خداوند کریم اور محمد و آل محمد کی بارگاہ میں مقبول ہوتی ہے وہ زمین سے آسماں کی طرف جاتی ہے۔

میرے بیٹے احسن رضا کی طرح برخوردار ریحانِ اعظمی بھی مجھے باعثِ ادب اور شفقت، بابو کہتے ہیں، اور اسی طرح پیش آتا ہے جیسے میرا بیٹا، میں نے ان کا کلام بیشتر مقامات پر سنا ہے اور پڑھا بھی ہے اس پر آقا امام زمانہ کا سایہ ہے ان کا ہر نوحہ معتبر اور ہر سلام و منقبت عام فہم ہے اور ہر کسی کے لئے ایک عظیم عطیہ خداوندی ہے۔

ان کی ہر حمد و نعت اور منقبت بہت خوبصورت اور تاریخی ہیں جو بارگاہِ محمد و آل محمد میں مقبول ہیں۔ میری دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔

ایک نجف میں میرا علی ہے ایک علی ایران میں ہے  
ہم پلہ دونوں کی سخاوت قدرت کے میزان میں ہے  
مولانا رضا اور مہدی، سین میں فرق یہی معمولی ہے  
اک قرآن کھلا رکھا ہے ایک ابھی جزدان میں ہے

## عرضِ ناشر.....

ریحانِ اعظمی کو میں عرصہ دراز سے اور نہایت قریب سے جانتا ہوں ان پر محمد و آل محمدؐ کا کرمِ خاص ہے جو اتنا خوبصورت کلام عطا فرماتے ہیں۔

میں بحیثیت ناشرِ ریحانِ اعظمی صاحب کے کلام، نوحے جات، حمد و نعت و منقبت شائع کرتا آ رہا ہوں اور عوام تک پہنچانا بھی میرا فرض ہے اس سبب سے میں مختلف حلقہٴ ادب و عوام میں جاتا ہوں اور ان کی آراء جانتا ہوں، مجھے بے انتہا خوشی ہوتی ہے جب کہ ہر حلقے سے تو صیغ و تعریف کے جملے نہ صرف ریحانِ اعظمی کے کلام کے بارے میں کہے جاتے ہیں بلکہ مجموعہٴ کلام کی اشاعت کے لئے میری کوششوں کو بھی سراہا جاتا ہے۔

میری کنت نے سکھائے ادبِ آداب مجھے  
میں نے رُک رُک کے لیا حضرتِ عباسؑ کا نام

# حمد

میرا معبودِ حقیقی ہے مصوّر ایسا  
 قطرہ آب سے تصویر کشی کرتا ہے  
 اُس کو زیبا ہے جسے چاہے سرفراز کرے  
 بادشاہوں کی بھی تذلیل وہی کرتا ہے



# نعت

اے پالنے والے مجھے سردار بنا دے  
 نعلینِ محمدؐ مری دستار بنا دے  
 کر اُن کے نواسوں کے عزاداروں میں شامل  
 اتنا تو مجھے صاحبِ کردار بنا دے

# مَنْقِبَت

مَنْقِبَت لِكھنا مری پہچان ہو  
 کارِ مَدحت دین ہو ایمان ہو  
 مجھ کو ”سامانِ شفاعت“ چاہئے  
 مَنْقِبَت اِس فکر کا سامان ہو



## منقبت

آغوشِ خدیجہؓ میں قرآنِ طہارت ہے  
پیغمبرِ نساں ہے، خاتونِ قیامت ہے

چنانچہ ہے اسی سے تو اب نسلِ محمدؐ کو  
یہ رحمتِ عالم پر اللہ کی رحمت ہے

تطہیر کی آیت کو جب پڑھ کے ذرا دیکھا  
معلوم ہوا یہ تو زہراً تری مدحت ہے

زہراً کا رُخِ انور پڑھتے تھے نبیؐ ایسے  
جیسے کہ رُخِ زہراً قرآن کی صورت ہے

وہ مریم و سارا کو حاصل نہ ہوئی عظمت  
اللہ کی نظروں زہراً کی جو عزت ہے

سردارِ جناں بیٹے، ہے نفسِ نبیٰ شوہر  
کوثر انہیں کہتے ہیں جاگیر میں جنت ہے

شوہر ہے امام ان کا یہ ماں ہیں اماموں کی  
اک بیٹا تو زہراً کا اللہ کی حجت ہے

گھر فاطمہ زہراً کا دنیا میں ہے گھر ایسا  
اس گھر میں نبوت ہے اس گھر میں امامت ہے

ارشادِ پیبرؐ ہے یہ امِ ایہا ہیں  
ارشادِ پیبرؐ تو اللہ کی حکمت ہے

ریحانِ فرشتے بھی جس گھر کے گداگر ہیں  
دنیا میں اگر ہے تو ان کا درِ دولت ہے

## منقبت

اتنی ہی دولت حسن تیرے ثناگر کو ملی  
دولتِ حبِ علی جتنی ابوذر کو ملی

ماننا پڑتا ہے دستِ کبریا ہیں مرتضیٰ  
قوتِ گویائی ان ہاتھوں سے تلگر کو ملی

پہلے حسنِ مصطفیٰ شہیر کو سارا ملا  
بعد میں ساری شہادت حسنِ اکبر کو ملی

صبر سرور کو، وفا غازی کو، رب نے کی عطا  
جاں نثاری، حریت، حُر کے مقدر کو ملی

ہوں مبارک آپ کو مولا یہ قرطاس و قلم  
کب قلمِ داواتِ بیسی شے بیسیر کو ملی

فاطمہ زہراؑ تو خاتونِ جاناں پہلے ہی تھیں  
خُلد کی جاگیر سب شیرہ و شیرہ کو ملی

ساقی کوثر علیؑ حیدر علیؑ صفدر علیؑ  
چیز جو بہتر سے بہتر تھی وہ حیدر کو ملی

پرورش پائی نبوت نے امامت نے یہیں  
کس قدر عزت ابو طالبؑ ترے گھر کو ملی

ہر کس و ناکس کی قسمت میں کہاں مدیحِ حسن  
یہ تو قسمت سے عزادارانِ سروڑ کو ملی

وہ تو کہنے غار کے منہ پر تھا تارِ عنکبوت  
غار میں یوں زندگی محبوبِ داور کو ملی

## منقبت

بیتِ خیر البشر سیدہ آپ ہیں  
رب کی نورِ نظر سیدہ آپ ہیں

سیدہ مصطفیٰؑ کا جگر سیدہ آپ ہیں  
فاطمہ مرضیہ، طاہرہ،

آپ کوثر کی آیت کی تفسیر ہیں  
حق ادھر ہے جدھر سیدہ آپ ہیں

ہے حدیثِ کساء آج بھی لب کُشا  
بامِ تطہیر پر سیدہ آپ ہیں

جتنے سجدے نبیؐ نے کئے عمر بھر  
صرف اُن کا ثمر سیدہ آپ ہیں



آپ کی شان میں اتنا ہل اتی  
محترم کس قدر سیدہ آپ ہیں

جس کے قبضے میں جنت کی جاگیر ہے  
بات ہے محترم سیدہ آپ ہیں

جس کے در پہ ستارے بھی سجدے کریں  
وہ عطاؤں کا در سیدہ آپ ہیں

اپنی بخشش کی ہم کر رہے ہیں دُعا  
اور دُعا کا اثر سیدہ آپ ہیں

باپ یوں تو محمدؐ کسی کے نہیں  
اُن کی دختر مگر سیدہ آپ ہیں

باپ رحمت ہے سارے جہاں کے لئے  
اور رحمت کا گھر سیدہ آپ ہیں

جس سے ابتر ہوئے منکرانِ نبیؐ  
وہ خوش کی خبر سیدہ آپ ہیں

خُرمِ مستور ہیں رحمت سے دور ہیں  
مالکِ خشک و تر سیدہ آپ ہیں

نور کی روشنی ہیں علیؑ و نبیؐ  
روشنی کا سفر سیدہ آپ ہیں

اُس کی قسمت میں ریحانِ جنت نہیں  
جس سے ناخوش اگر سیدہ آپ ہیں

## منقبت

تھا صلح امن جو بچپن ہی سے حسن کا مزاج  
سیاسی صحرا میں پیدا کیا چمن کا مزاج

کفن پہ خاکِ شفا سے لکھی تھی ناد علی  
بدل گیا ہے لحد میں مرے کفن کا مزاج

قلم کے زور سے ایسی لگائی ضربِ شدید  
درست کر دیا مولانا نے بدچلن کا مزاج

حسن کی صلح سے ناپو نظامِ مصطفوی  
قسمِ خدا کی بدل دو گے تم وطن کا مزاج

بدن پہ ماتم زنجیر کے تو داغ نہ دیکھ  
عمیاں لہو کی نجات سے ہے بدن کا مزاج

نشارِ قبر سے دوزخ سے تم بھی بچ جاتے  
 سمجھ میں آگیا ہوتا جو پنجشنبہ کا مزاج

حسنِ حسین نے پہنا بروزِ عید جسے  
 فلک سے جا ملا اُس دن سے پیرہن کا مزاج

خدا کے بعد علی کو فقط نبیؐ سمجھے  
 جو آفتاب ہو سمجھے وہی رکن کا مزاج

مری زباں سے کبھی غیر کی ثنا نہ ہوئی  
 نہ بدمزا ہوا اب تک مرے دہن کا مزاج

خلوص، عشق، عقیدت، عبادت و ایمان  
 اسی کسوٹی سے پرکھا ہے اپنے فن کا مزاج

ہے میری سانسوں میں گلزارِ حیدری کی مہک  
مجھے پسند ہے ہر ایک سینہ زن کا مزاج

حسنؑ کی صلح ہے تاریخِ کربلا کا سفر  
کہیں پہ بھائی کی حکمت کہیں بہن کا مزاج

کہاں پہ تیغ رہے اور کہاں قلم بن جائے  
علیؑ کی تیغ سمجھتی تھی پنجتن کا مزاج

مجھے تو ماں نے مری دودھ میں پلایا ہے  
یہ نوحہ گوئی جو ہے میرے جان و تن کا مزاج

نظامِ مصطفویٰ کا نفاذ آج سے ہو  
بناؤ ذکرِ حسینؑ و حسنؑ وطن کا مزاج

قسم خدا کی یہ مصرعہ نہیں حدیث ہے یہ  
 ”جو مصطفیٰؐ کی طبیعت وہی حسنؑ کا مزاج“

جو میرا فن ہے وہی ہے مرا عقیدہ بھی  
 ثنا علیؑ کی ہے ریحان میرے فن کا مزاج

## منقبت

جس گھر میں ترا جشنِ ولادت نہیں ہوگا  
وہ گھر کبھی آسودہ رحمت نہیں ہوگا

جن لوگوں کے اجداد رہے مُشرک و کافر  
ان کا تو کبھی جشنِ ولادت نہیں ہوگا

جو مشورہ مشکل میں کریں مولا علی سے  
سینے میں کبھی دردِ ہلاکت نہیں ہوگا

اے مولا حسن آپ نے تاریخ بدل دی  
اب فیصلہ از روئے سیاست نہیں ہوگا

تلوار کی مانند قلم تم نے چلایا  
قرطاس کو احساسِ ندامت نہیں ہوگا

آتی ہیں تو آجائیں کئی لاکھ بائیں  
کیا نہ پہ مرے سایہ جھٹ نہیں ہوگا

جو رویا نہیں شیر و شیر کے غم میں  
خوشحال وہی روزِ قیامت نہیں ہوگا

جس نے بھی کیا غصب حق فاطمہ زہراً  
وہ کوئی بھی ہو لائقِ عزت نہیں ہوگا

ریحان میں اشعار میں لکھ سکتا نہیں ہوں  
وہ حرف جو شائستہ مدحت نہیں ہوگا



## منقبت

جس کو نسبت ساقی کوثر سے ہے  
حشر تک محفوظ سب کے شر سے ہے

تیرگی ذہنوں کی ہے ذکرِ یزید  
روشنی ذکرِ غمِ سروڑ سے ہے

جب سے ہوں وابستہ بابِ علوم  
جنگِ جاری جہل کے لشکر سے ہے

بر سرِ پیکار ہے اک پھول سے  
خُرنلا کی جنگ کب اصغر سے ہے

ماسوائے خودکشی کچھ بھی نہیں  
جنگ پر آمادہ جو حیدر سے ہے

ایک سجدہ برسرِ ریگِ تپاں  
کتنا بھاری وزن میں خیبر سے ہے

ہم غلامانِ حسینؑ کے سوا  
خوش کوئی کب قبر کے منظر سے ہے

آئیے تطہیر کی شانِ نزول  
فسلکِ زہراً تری چادر ہے

ذاکرِ اجرت طلب تو خود بتا  
دور کتنا وارثِ منبر سے ہے

معنی اصحابِ تیری آبرو  
بوذر و سلمان سے قنبر سے ہے

مجھ کو تو ریحان امید کرم  
فاطمہ ۶ جیسے کرم سے ہے

## منقبت

حق مدحتِ سروژ کا ادا کون کرے گا  
قرآن کے سوا ان کی ثنا کون کرے گا

سننے ہیں علیؑ آتے ہیں مومن کی لحد میں  
یہ سچ ہے تو جینے کی دعا کون کریگا

آیا درِ شمیڑ پہ راہب کو تھا معلوم  
قسمت میں جو شے نہ ہو عطا کون کریگا

صدیوں سے اسی سوچ میں گم کرب و بلا تھی  
ہوں خاک مجھے خاکِ شفا کون کریگا

شمیڑ نے عاشور کو خون دے کے بتایا  
یہ فرض ادا میرے سوا کون کریگا

عباؑ نے پانی پہ قلم ہاتھوں سے لکھا  
میری طرح تعظیمِ وفا کون کریگا

ہے ماتم زنجیر میں خوشنودی زہراً  
خود جان لو زہراً کو خفا کون کریگا

نسبت جنھیں تھوڑی سی بھی ہے آلِ عبا سے  
ان لوگوں کو جنت سے جدا کون کریگا

جس طرح ادا کرتا ہے ریمان قلم سے  
یوں اجرِ رسالت کو ادا کون کریگا

## منقبت

دامنِ قرطاس پر مدح و ثنا کی روشنی  
 نہ ہنر میرا ہے نہ فکرِ رسا کی روشنی

فیضِ بابِ علم سے ہر لفظِ مدحت میں ڈھلا  
 ذہن میں چمکی جو نامِ مرتضیٰ کی روشنی

جس نے یہ مصرعہ دیا لاریب اس نے سچ کہا  
 ”فاطمہؑ کے دم سے قائم ہے حیا کی روشنی“

سورۃ کوثر نے طعنہ زن کو ابتر کر دیا  
 نسلِ ختمی مرتبت ہے سیدۃ کی روشنی

پانچ شمعیں جل رہی ہیں دیکھئے زیرِ کساء  
 ہو رہی ہے چھن کے شاملِ اتنا کی روشنی

ہے ولادت سیدہ کی مظہر انوارِ حق  
رنگ لائی ہے دعائے مصطفیٰ کی روشنی

رویاں خیرات کر کے مادرِ حسنین نے  
پائی ہے بدلے میں رب سے ہل اتی کی روشنی

چاند تارے اور خورشیدِ فلک سسکول ہیں  
چاہئے سب کو درِ خیرالنساء کی روشنی

یہ علم، یہ تعزیئے، فرشِ عزاء، یہ مجلس  
درحقیقت ہیں چراغِ کربلا کی روشنی

قبر میں ریحانِ مجھ سے تیرگی ڈرنے لگی  
زخمِ ماتم میں جو تھی خاکِ شفا کی روشنی

## منقبت

ریحان لب کشا جو ہوا بزمِ شاہ میں  
عالم تمام ڈوب گیا واہ واہ میں

کتر ہے خاکِ پا سے گہرِ عز و جاہ میں  
آیا ہوں جب سے نادِ علی کی پناہ میں

نہ دل نے ساتھ چھوڑا نہ بینائی کم ہوئی  
تصویرِ مرتضیٰ تھی جو قلب و نگاہ میں

تھے جس طرح سے بوذر و سلمان و اوجہ  
ایسے گہر نہ ہوں گے سمندر کی تھاہ میں

اسود کو چومتے ہوئے خاموش سب رہے  
بدعت نہیں ہے کیا یہ کسی کی نگاہ میں



اے شیخ! کیوں نہ کہہ دیا کعبے کو دیکھ کر  
کافر سا لگ رہا ہے لباسِ سیاہ میں

آئی علیؑ کا نام سنا اور چلی گئی  
مشکل قریب آئی مرے خانجواہ میں

تھے زد پہ دشمنوں کے مہمانِ اہلبیت  
مولاً نے بڑھ کے لے لیا اپنی پناہ میں

اللہ سے نجومِ اجازت طلب ہوئے  
کیا ہم زمیں پہ جائیں علیؑ کے پناہ میں

اک گھر تھا بس خدا کا سو حیدرؑ کو دے دیا  
خود لامکان ہو گیا حیدرؑ کی چاہ میں

حیدر نے اپنی پلکوں سے جھک جھک کے چُن لئے  
پھیلے تھے جتنے خارِ محمدؐ کی راہ میں

باغِ فدک کو چھین کے مسرور یوں نہ ہو  
بدلے گی روزِ حشر ہنسی یہ کراہ میں

سوہنی گئی انہی کو خلافتِ غضبِ ہوا  
جو فرق کر نہ پائیں سفید و سیاہ میں

منکرِ علیؑ کا پست رہے گا ابد تک  
کتنا ہی سرفراز ہو اپنی نگاہ میں

گھرِ مصطفیٰؐ کا اور سنورتا چلا گیا  
فتنے ہزار اٹھتے رہے خانقاہ میں

یہ رہبری کریں گے ذرا شکل دیکھ لو  
موقعہ ملے تو لوٹ لیں راہی کو راہ میں

رکھ دوں گچل کے پیروں میں ریحانِ عظمیٰ  
گوہر جو آئیں میرے عقیدے کی راہ میں

## منقبت

صدیوں سے یہ کیا آب رواں ڈھونڈ رہا ہے  
عباسؑ کے قدموں کے نشاں ڈھونڈ رہا ہے

بیت ابوطالب کے سوا مل نہ سکے گی  
دولت تو وفاؤں کی کہاں ڈھونڈ رہا ہے

اک شعر بھی لکھا نہیں حیدرؑ کی ثنا میں  
نادان ہے جنت میں مکاں ڈھونڈ رہا ہے

نسبت نہیں جب کوئی بھی سردارِ جناں سے  
کس واسطے پھر راہِ جناں ڈھونڈ رہا ہے

ہے بغضِ علیؑ دل میں نظر کعبے کے اوپر  
دوزخ کا مکیں جائے اماں ڈھونڈ رہا ہے

ماتھے پہ نشانِ سجدے کا دل مسجدِ ضرار  
بت خانے میں آوازِ اذان ڈھونڈ رہا ہے

قزاقِ فدک چھپ نہیں سکتا تو کہیں بھی  
تجھ کو درِ زہراً کا دہواں ڈھونڈ رہا ہے

غیروں کا کوئی ذکر تجھے مل نہ سکے گا  
ریحان کے لہجے میں کہاں ڈھونڈ رہا ہے

## منقبت

قرآن کے لب پر تری ثنا  
ایمان مجسم تو مولا  
ترے در کے بھکاری عرش مکین  
سجان اللہ سجان اللہ

نہ آیت نہ یہ قولِ نبی  
رب جانے کیا ہے نادِ علی  
وہ جانے جو مشکل میں پھنسا

قرآن کا وارث گھر تیرا  
یہ نوکِ سناں پر راز کھلا  
خود خالقِ قرآن بول اٹھا

مَن گنٹ مولا بولے نبیؐ  
 جس روز ولایت تجھ کو ملی  
 تکمیل اسی دن دین ہوا

خیبر کی قسم، خندق کی قسم  
 ترے ہاتھ رہا دیں کا پرچم  
 منہ دیکھا کئے اصحابِ جرا

ترے سر پہ تاجِ شجاعت ہے  
 تہذیب و ادبِ تری دولت ہے  
 ہے تیر و تاباں نغمہ سرا

ڈوبا ہوا سورج پلکا دے  
 ڈوبی ہوئی کشتی تیرا دے  
 مشکل کو کیا تو نے ہے کشا

مردوں کو جلانا آتا ہے  
 یہ کام خدا کا ہوتا ہے  
 اب بندہ کہوں تجھ کو یا خدا؟

سب چشم و زباں دست و چہرا  
 اللہ سے ہے منسوب ترا  
 معراج میں بھائی حیراں ہوا

ہیں سب ہی محمد سب ہی حسین  
 وہ تو ہو کہ ہو مہدیٰ دیں  
 تو اولنا و آخر نا

قسمت کا سکندر ہوں میں بھی  
 توفیق ثنا ریحان ملی  
 سامان شفاعت مجھ کو ملا



## منقبت

کیا وقت کیا گھڑی تھی فضا مُشکبار تھی  
پوشاک چاندنی کی بہت زَرنگار تھی

کون آ رہا تھا وقت کی رفتار روک کر  
معدوم تھیں خزائیں مسلسل بہار تھی

کعبے سے کس نے کہہ دیا پھر آگئے علی  
اک بار پھر شِگاف کی حد پر چدار تھی

دادا علی، پدر علی، خود بھی ہیں وہ علی  
بس یوں علی علی کی مسلسل پکار تھی

یوسف کا حُسن ماند تھا اِس چاند کے سبب  
تعلین پا بھی اُس کی زُلینا شکار تھی

زیبا اسی کو دیتا ہے سجاؤ کا لقب  
زنجیر جس کے قدموں پہ سجدہ گزار تھی

زینت تھے بندگی کی تو سجدوں کی آبرو  
ہر اک ادا انہی کی شریعت مدار تھی

گویا ہوئے تو قصر یزیدی از اٹھ  
ان کی خوشیوں میں چٹھی ذوالفقار تھی

راہوں میں شام و کوفہ کی وہ اس طرح چلے  
ہاتھوں میں ان کے عرش و زمیں کی مہار تھی

ریحان میں نصیری کے قدموں پہ گر پڑا  
مجھ پر علی کے عشق کی دھن یوں سوار تھی

## منقبت

کب تک کروں حضور کا میں انتظار اور  
 دو روزہ زیست تجھ پہ نہیں اعتبار اور

عاشور کو جو رکھی گئی تھی نیام میں  
 کب تک رہے گی نیام میں وہ ذوالفقار اور

اب مسجدوں میں قتل کا بازار گرم ہے  
 کب تک سہیں یہ ظلم عبادت گزار اور

ماٹھے پہ داغِ سجدہ ہے تسبیح ہاتھ میں  
 ہوتا ہے مسجدوں میں مگر کاروبار اور

علمائے دین جب سے سیاست میں آگئے  
 منبر پہ کربلا کے ہیں نقش و نگار اور

کب تک مرا پیام نہ پہنچے گا آپ تک  
کب تک کرے گی موج مجھے بیقرار اور

مختار نے شکار کئے کچھ عدوئے شاہ  
علمائے سوء کی شکل میں ہیں کچھ شکار اور

اے منکرِ امامِ زمانہ " یہ جان لے  
منکر کو بعد مرنے کے پڑتی ہے مار اور

جب چاہیں چاند ماہِ محرم کا دیکھ لیں  
پروردگار! اتنا تو دے اختیار اور

تاخیر جتنی ہوتی ہے ان کے ظہور میں  
کہتا ہوں امتحان نہ لے پروردگار اور

لکھتا ہوں جب عریضے کو مدحت کے رنگ میں  
ہوتی ہے شاعری کی فضا ساز گار اور

مفہوم الجمل کا اب اس کے سوا ہے کیا  
آجائے کہ بڑھتا ہے فرقت کا بار اور

پہلے ہی تیرے ہجر میں صد چاک ہے جگر  
ہونے کو ہے لباسِ بقا تار تار اور

ریحانِ ان کی یاد سے خالی رہے نہ دل  
دن زندگی کے چین سے گزریں گے چار اور

## منقبت

نبیؐ سے بولا یہ رب اکبر مرے علیؑ پر یقین رکھنا  
وہ جنگ خندق ہو یا کہ خیبر مرے علیؑ پر یقین رکھنا

بناؤ پالان کا جو منبر غدیر میں میرا حکم پا کر  
علیؑ کو مولا بنا کے کہنا یہ حکم دیتا ہے رب اکبر  
یہاں وہاں اور بروزِ محشر مرے علیؑ پر یقین رکھنا

نہ خوف کھانا کسی شقی سے کہا یہ جبریل نے نبیؐ سے  
خدا تو ہے آپ کا محافظ مگر وسیلہ رکھو علیؑ سے  
ہمیشہ نادِ علیؑ سنا کر مرے علیؑ پر یقین رکھنا

ہماری آنکھیں ہمارا چہرہ، خدا کا پیکر خدا کا بندہ  
زباں ہماری ہمارا لہجہ علیؑ کو دیکھو تو مان لینا  
جب آؤ معراج پر پیمبرؐ مرے علیؑ پر یقین رکھنا

کبھی بھی ہجرت کی شب جو آئے جو غار میں کوئی ساتھ جائے  
میرے نبیؐ غم کوئی نہ کرنا ہزار آنسو کوئی بہائے  
کسی کو دینا نہ اپنا بستر مرے علیؑ پر یقین رکھنا

چدا رکعبہ میں شق کرونگا طلب ہے ناصر کی تم کو دوںگا  
دعا تمھاری قبول کی ہے تمہارا ہدم سدا رہوںگا  
جو وار کرنا بتوں کے سر پر مرے علیؑ پر یقین رکھنا

مناظرے کی گھڑی جو آئے مقابلے پر کوئی بلائے  
تمہارے نفسوں کا ذکر ہو جب تو غیر کوئی نہ ساتھ جائے  
مباہلے کا جو آئے منظر مرے علیؑ پر یقین رکھنا

پھنسے بھنور میں کبھی جو کشتی تو نوح، تاکید ہے ہماری  
نظر ہماری رضا پہ رکھ کر علیؑ علیؑ کا ہو ورد جاری  
سینے پر ایک نام رکھ کر مرے علیؑ پر یقین رکھنا

کبھی جو کا غد قلم نہ پاؤ گے کلیجے پہ جب بھی گھاؤ  
 لگے جو حزیان کی بھی تہمت ہمارے محبوب غم نہ کھاؤ  
 پیام اپنا زبانی دے کر مرے علیؑ پر یقین رکھنا

یہ مشکلیں کچھ نہ کر سکیں گی تمہارے قدموں تلے رہیں گی  
 علم لگانا علیؑ کا گھر پر تو مشکلیں نوکری کریں گی  
 غموں کا آئے کبھی جو لشکر مرے علیؑ پر یقین رکھنا

یہ نعت و نوحہ یہ حمد و مدحت کبھی جو لکھنے میں آئے دقت  
 مدد کرے گا خدا تمہاری ملے گا ریحان علمی دولت  
 رہے تصور میں علم کا در مرے علیؑ پر یقین رکھنا



## منقبت

مانگو دعا گھڑی یہ قبول دعا کی ہے  
محفل ولادتِ حسنِ مجتبیٰ کی ہے

قرآنِ امن اُترا ہے زہراً کی گود میں  
سوغاتِ سیدۃ کے لئے بل اتی کی ہے

تلوار کے وجود میں ڈھلنے لگا قلم  
حکمت ہے یہ حسن کی، یہ مرضی خدا کی ہے

اس کو امیرِ شام نہ لکھوں گا میں کبھی  
تحریر جس کے چہرے پہ بغض و ریا کی ہے

مولا حسن کہاں، کہاں سفیان کا پر  
یہ نورِ حق وہ تیرگی ماں کی خطا کی ہے

صلحِ حسن ہے علمِ محمدؐ کا آئینہ  
اور ابتدا یہیں سے ہوئی کربلا کی ہے

اولادِ مرتضیٰؑ پہ درودِ سلام ہے  
سفیان تری نسل پہ لعنتِ خدا کی ہے

اس گھر پہ فاطمہؑ کی ردا سما یہ بار ہے  
برکت جہاں جہاں بھی حدیثِ کساء کی ہے

لہجہ ہو، قد ہو، یا کہ ہو اندازِ گفتگو  
ہر اک اداِ حسنؑ میں حبیبِ خدا کی ہے

ریحانِ جب بھی مدحِ امامِ حسنؑ لکھوں  
لگتا ہے جیسے نعتِ لکھی مصطفیٰؐ کی ہے

## منقبت

مدحت گزار جتنے بھی زین العبا کے ہیں  
ان کے سروں پہ دستِ دعا سیدہ کے ہیں

میری جبیں پہ یہ جو ستارے ہیں ضوفشاں  
دیکھو بغور ڈڑے یہ خاکِ شفا کے ہیں

رستہ علی کے گھر کا بقا کا ہے راستہ  
پھر اس کے بعد جتنے ہیں رستے فنا کے ہیں

مولا حسن سے مہدیٰ آخر کی ذات تک  
اوصاف سب میں ہو بہو مشککشا کے ہیں

دنیا میں صرف ہے ابوطالب کا خاندان  
خورد و کلاں جہاں کے سپاہی خدا کے ہیں

قدرت کا ہر صحیفہ ہے گنجینہٴ دعا  
سجاؤ کے سخن میں صحیفے دعا کے ہیں

بیمار کے طفیل شفا مانگتے ہیں جو  
دنیا میں یہ وطرے تو اہل عزا کے ہیں

بعدِ مدین شامِ غریباں سے آج تک  
قائم مقام آپ شہہ کربلا کے ہیں

دادا ہے باپِ علم پر باقرِ علوم  
خود ورثہ دارِ علم شہہ انبیاء کے ہیں

ریحانِ ان سے اپنا تعلق کوئی نہیں  
مگر جو لوگ آج حدیثِ کسا کے ہیں

## منقبت

میرے جذباتِ عزا کو یوں اُبھارا جائے  
مجھ کو بس ذاکرِ شہیرؑ پکارا جائے

جس کی کشتی پہ حسینؑ ابنِ علیؑ لکھا ہو  
ہاتھ سے اُس کے بھلا کیسے کنارا جائے

اُس پہ واجب نہ ہو کس طرح درود اور سلام  
جس کی چوکھٹ پہ سلامی کو ستارا جائے

حُزُن نے سوچا شبِ عاشور کسے قتل کروں  
نفسِ عمارا پکارا مجھے مارا جائے

فاطمہؑ آئیں گی بیتے گلے جنم دن پہ ضرور  
مثلِ جنت ذرا محفل کو سنوارا جائے

سرخ ملبوس علم ہاتھوں پہ لب پر ہو ثنا  
 کر بلا قافلہ یوں آج ہمارا جائے

بغضِ شیر ہو جس شہر کی بنیادوں میں  
 میری جانب سے جہنم میں وہ سارا جائے

اے نبی حکمِ خدا ہے یونہی سجدے میں رہو  
 پشت سے ابنِ علیٰ کو نہ اتارا جائے

نعرۂ حیدری محفل میں لگاؤ ایسا  
 کر بلا دوشِ ہوا پر یہی نعرہ جائے

شبِ عاشور یہ انصارِ حسینی بولے  
 جیتنا حُلد کو ہے جان کو ہارا جائے

کربلا جاؤں خدا لائے نہ واپس مجھ کو  
کس کی خواہش ہے کہ گھر آ کے دوبارہ جائے

جیسا سبحان کے ہر لفظ میں ملتا ہے وقار  
منقبت کو انہی لفظوں سے نکھارا جائے

### دعائے صحت و سلامتی

Salah Ali Abdul Raza صلاح علی عبدالرضا

Zainab Abdul Hussain زینب عبدالحسین

Haider Adam Ali حیدر آدم علی

(اجمان، دہلی)

## منقبت

یہ کیسا جشن ہے رُوقِ یہ کو بہ کو، کیا ہے؟  
نبیؐ کے حُسنِ سا یہ حُسنِ ہو بہو، کیا ہے؟

علیؑ کے گھر میں اتر آیا چودہویں کا چاند  
اب اس کے بعد چراغوں کی جستجو، کیا ہے؟

کھلا ہے یہ گلِ زہراءؑ مہک ہے حیدرؑ کی  
اب اس کے سامنے توقیرِ مُشک و بو، کیا ہے؟

ہمارے پاس ہے خاکِ شفا خدا رکھے  
ہمارے زخموں کو اب حاجتِ رفو، کیا ہے؟

علیؑ کا لعلِ علیؑ جیسا علم رکھتا ہے  
حُسنِ کے سامنے سُفیانیت کی خو، کیا ہے؟



بدل وضو کا تیمم اگر ”تراب“ پہ ہے  
نمازِ حبِ علی کے لئے وضو، کیا ہے..؟

ہے لامکاں مرا معبود سب ہی جانتے ہیں  
بشکلِ کعبہ زمانے کے رو برو، کیا ہے..؟

درِ حسن پہ گداگر کو بے طلب ہے عطا  
بخیل ہے جو یہ پوچھے کہ آرزو، کیا ہے..؟

نہیں ہے گر مرے مولا ترا زچہ خانہ  
نظر کے سامنے میرے یہ قبلہ رو، کیا ہے..؟

یہ سارا علم ہے ریحانِ بابِ علم کا فیض  
نہ ہو یہ فیض تو ریحانِ ستوج تو، کیا ہے..؟

## سلام

اس بات پہ نادانوں نے سوچا نہیں کچھ بھی  
بے حُبِ علیؑ سجدوں سے ملتا نہیں کچھ بھی

جب تک نہ علیؑ آئے وہ مسکن تھا بتوں کا  
تھا اس کے سوا اور تو کعبہ نہیں کچھ بھی

گھر اپنا علیؑ کو دیا یہ کہہ کے خدا نے  
حیدرؑ کی محبت سے زیادہ نہیں کچھ بھی

کہتا تھا نصیری یہ قسم کھا کے خدا کی  
حیدرؑ کو خدا کے سوا کہنا نہیں کچھ بھی

نیکی کے فرشتے نے مری فردِ عمل پر  
جز نامِ علیؑ اور تو لکھا نہیں کچھ بھی

بھیجی کبھی آیت، کبھی تلوار عطا کی  
وہ کہتے ہیں اللہ نے بھیجا نہیں کچھ بھی

بے حُبِ علیؑ خُلد کی جاگیر ملے گی  
اللہ کے قانون میں ایسا نہیں کچھ بھی

لے دے کے مرے پاس محبت ہے تمہاری  
ہے اس کے سوا اور تو مولاً نہیں کچھ بھی

تعلیم کا حیدرؑ کی اثر اتنا لیا ہے  
قبر کی نگاہوں میں یہ دُنیا نہیں کچھ بھی

اک بار جو پی لیتا ہے مئے حُبِ علیؑ کی  
زَم زَم ہو کہ کوثر ہو وہ پیتا نہیں کچھ بھی

دامن مرا بے مانگے ہی مولا نے بھرا ہے  
میں نے تو زباں سے ابھی مانگا نہیں کچھ بھی

توڑا درِ خیبر کو مرے مولا علیؑ نے  
اوروں نے بجز دین کے توڑا نہیں کچھ بھی

یہ کہہ کے پرھی نادِ علیؑ میرے نبیؐ نے  
جلد آؤ کہ غیروں کا بھروسہ نہیں کچھ بھی

اک باغِ فدک کیا ہے کہ امت نے نبیؐ کی  
گھر میں اسد اللہؑ کے چھوڑا نہیں کچھ بھی

مصروف ہوں ریحان میں حیدرؑ کی ثنا میں  
مرقد میں نکیرین سے خطرہ نہیں کچھ بھی

## سلام

اظہارِ مسرت کا کیا یہ طریقہ ہے  
ہر آنکھ میں آنسو ہیں، ہر لب پہ قصیداً ہے

ان کے لئے جینا ہے ان کے لئے مرنا ہے  
یہ شرطِ مودت ہے یہ عشق کا سودا ہے

یہ نیمہ شعبان جو افلاک پہ چمکا ہے  
فطرس کا میجا ہے راہب کی تمنا ہے

یہ فقہ و شریعت تو سب بعد کی باتیں ہیں  
جو گن کی حقیقت ہے شیر کا صدقہ ہے

مولود کی پلکیں ہیں چادر سر زینب کی  
بازو کو جو دیکھیں تو عباؑ کا جھولا ہے

چلتے ہو علم سے تم، ہم زندگی پاتے ہیں  
وہ آپ کا مسلک ہے، یہ میرا عقیدہ ہے

ہر موجِ رواں اب تک مصروفِ تلاوت ہے  
عباسؑ و فاطمہؑ کا اک ایسا صحیفہ ہے

اس عسکر و لشکر سے رُک سکتا نہیں ماتم  
زہراًؑ کی دعاؤں سے اللہ کا وعدہ ہے

افلاک کی قوت بھی جس کو نہ اٹھا پائے  
مقتل کی زمیں پر وہ شہید کا سجدہ ہے

ریحانِ عزا مجھ کو کہتے ہیں جہاں والے  
باعثِ مری عزت کا مولا ترا نوحہ ہے

## سلام

بشر کے واسطے جیسے ہوا ضروری ہے  
اسی طرح ہمیں فرشِ عزا ضروری ہے

نصیریوں نے علیؑ کو سمجھ لیا ہے خدا  
کہا تھا مولاً نے اُن سے خدا ضروری ہے

نصیبِ حُر کی طرح کا سبھی کو مل جائے  
مگر بتوں کے دل کی دعا ضروری ہے

یہ راز کون بتائے کہ خُلد جانے کو  
نجف سے نکلا ہوا راستہ ضروری ہے

علم کو غازی کے تم تو اٹھا نہیں سکتے  
حسینیؑ عشق بہ حدِ وفا ضروری ہے

علی کے در سے پلا مانگے علم ملتا ہے  
یہ کس نے کہہ دیا در پر صدا ضروری ہے

خدا تو پیدا نہ کرتا کبھی کوئی مشکل  
اگر نہ سوچتا مشکلکشا ضروری ہے

پرانے در سے تو کعبے میں بُت ہوئے داخل  
علی کی ماں کے لئے در نیا ضروری ہے

خدا کسی کو بھلا ذوالفقار کیوں دیتا  
نہ صرف ہاتھ، یہاں حوصلہ ضروری ہے

پتہ چلانا ہو جس کو ہے گلِ ایماں کون  
عقیدہ قولِ نبیٰ پر بڑا ضروری ہے



علیٰ کو مولا بنا کر رسولؐ کہتے تھے  
 کھلا کہ کارِ رسالتؐ میں کیا ضروری ہے

بدن پہ خاکِ درِ و ترابِ مِل کے چلو  
 لحد میں ہوگا اندھیرا دیا ضروری ہے

مرض ہے موت کا لاحق تو کچھ دوا کر لے  
 شفا کے واسطے خاکِ شفا ضروری ہے

ہر ایک سوال کا سیدھا جواب نادِ علیٰ  
 نبیؐ کا نسخہٴ ردِ بلا ضروری ہے

ریحانِ اجرِ رسالتؐ ہے حُبِ اہلبیتؑ  
 یہ قرض وہ ہے جو کرنا ادا ضروری ہے

## سلام

بہت آساں نہیں مدحت گزارِ مرتضیٰؑ ہونا  
ضروری ہے یہاں پہلے قلم کا پارسا ہونا

سند مولائے کل کی اس کو خالق کیوں نہ دے دیتا  
نہ تھا منظور جس کو کعبے میں رہ کر خدا ہونا

بہت خود ساختہ یارانِ پیغمبرؐ ہیں دُنیا میں  
میٹر کس کو ہے دُنیا میں نفسِ مصطفیٰؐ ہونا

نیا کعبہ نیا پالان کا منبر بنے پہلے  
بہت مشکل ہے اس سے قبل حیدرؑ دوسرا ہونا

جنابِ سیدۃ کے ہاتھ کی روٹی جو کھائی تھی  
سمجھ میں اب مری آیا علیؑ کا لافتی ہونا

قلم کو رکھ دیا قدرت نے یہ لکھ کر سر ساحل  
بہت دشوار ہے عباؑں جیسا با وفا ہونا

ملا کرتی نہیں ایسے کبھی جنت کی سرداری  
سناں کی نوک پہ لازم ہے ذکرِ کبریا ہونا

ابو طالبؑ کے ایماں کی سند اب اور کیا ہوگی  
کہ قرآن نے بھی سیکھا ہے انہی سے لب کشا ہونا

فدک کے واقعے کے بعد شاید خلق کی دوزخ  
خدا کو بھی نہ تھا منظور زہراً کا خفا ہونا

عزادارو دعا کر دو ذرا ریحان کے حق میں  
مری قسمت میں ہو پیوند خاک گر بلا ہونا

## سلام

پرسہ دارانِ شہیدِ کرب و بلا ہیں ہم لوگ  
بخدا فاطمہ زہرا کی دعا ہیں ہم لوگ

کہتے تھے آلِ محمدؐ یہی ہر سائل سے  
فائدہ کش لاکھ سہی بحرِ عطا ہیں ہم لوگ

شبِ عاشورِ یہ انصاریٰ حسینؑ بولے  
خیمہٴ سبطِ پیمبر کی ضیاء ہیں ہم لوگ

دل سے جنت کی تمنا کو بھلا بیٹھے ہیں  
آئے جس دن سے سرِ کرب و بلا ہیں ہم لوگ

کچھ بھی پوچھا نہیں مرقد میں بجز ذکرِ حسینؑ  
جب فرشتوں نے سنا اہلِ عزا ہیں ہم لوگ

اشکِ غم نذرِ گذاری کے لئے لائے ہیں  
کس قدر واقفِ آدابِ عزا ہیں ہم لوگ

غمِ شبیر کی جاتی نہیں سینے سے کک  
چودہ صدیوں سے یوں مصروفِ بکا ہیں ہم لوگ

کہتی تھی ہاں سکیئہ کوئی اعدا سے کہے  
ظلم کیوں کرتے ہو بے جرم و خطا ہیں ہم لوگ

خطبہٴ زینبؓ دلیگیر تھا اے اہلِ ستم  
روحِ اسلام ہیں، ایماں کی بقا ہیں ہم لوگ

ناز کرنے کے لئے کافی ہے اتنا ریحان  
خاکِ نعلینِ علیؑ شکرِ خدا ہیں ہم لوگ

## سلام

تصور میں مرے جب بھی حسین ابن علی آئے  
خوشی کی انتہا یہ ہے کہ آنکھوں میں نمی آئے

مقدس کس قدر ہے ماہ شعبان کوئی کیا جانے  
علمدارِ حسینیٰ اور ابنِ عسکریٰ آئے  
گلِ زرجس گلِ زہرا کی خوشبو آج یکجا ہے  
تو پھر مردہ سماعت میں نہ کیونکر زندگی آئے

لگاؤ نعرہٴ حیدرِ عبادت کا تقاضہ ہے  
خدا خوش ہو کے فرمائے نہ کوئی غم کبھی آئے

مجھے آنا پڑا آخر انا کو توڑ کر اپنی  
بلانے خوب میں کل شب ”بشیرِ جعفری“ آئے

میرے لفظوں میں جب تک پنجبئن کا فیض شامل ہے  
مری عزت میں شہرت میں بھلا کیسے کمی آئے

حبیب ابن مظاہر کا قصیدہ لکھ مرے حاسد  
اسی صورت تجھے کچھ تو شعور دوستی آئے

میں خوشبو ہوں سر محفل بکھر جاتا ہوں لمحوں میں  
میرے اشعار سے بزمِ ولا میں تازگی آئے

بتانے اک زمانے کو بنی ہاشم کا چاند آیا  
”زمانہ ہو گیا روشن حسین ابن علی آئے“

نبیؐ و مرتضیٰؑ جب نورِ واحد ہی کے ٹکڑے ہیں  
عدو مرتضیٰؑ کے دل میں کیسے روشنی آئے

جو اپنا قافلہ خود لوٹ لیں شوق، حکومت میں  
ستم ہے اُن کے ہاتھوں میں زمام رہبری آئے

ہوئے ہیں متحد جو لوگ اپنی قوم سے کٹ کے  
سزا دینے انہیں یارب امامِ آخری آئے

سمندر سے سوا وسعت مرے ہر لفظ کو دے دے  
نہ تھی پہلے نہ اب میرے قلم تک تشنگی آئے

مرے مولا تری اس بزم میں مجھ دعا میں ہوں  
جو کاسہ لیس شاعر ہیں انہیں بھی شاعری آئے

درِ جنت پہ یہ کہہ کر مرے مولا خود آہنچے  
کریں گے خیر مقدم ہم، ہمارے ماتھی آئے



بڑی مشکل ہے مشکل کے لئے مشکل کرے پیدا  
کسی اُس شخص کی خاطر جسے نادِ علی آئے

خوشا قسمت کہ میں مدحت گزارِ پختنِ ٹھہرا  
یہی وہ کام ہے زیحان جس سے بندگی آئے

## سلام

جب ہم عزائے سبطِ پیمر میں آگئے  
ایسا لگا حسین کے لشکر میں آگئے

دل گر بلا پہنچ کے بہت مطمئن ہوا  
اک گھر کی آرزو تھی سو ہم گھر میں آگئے

سیراب جامِ علم و ادب سے وہ لوگ ہیں  
جو بھی حصّہ ساقی کوثر میں آگئے

حُرّ ہو کہ بچوں ہو کہ حبیب اور اوسجا  
قطرے حسینیت کے سمندر میں آگئے

اُس روز سے حدیثِ کساء کی پنا پڑی  
جب پانچ نور ایک ہی چادر میں آگئے

یہ خون کا اثر تھا کہ میدانِ جنگ میں  
تیور علی کے اکبرؑ و اصغرؑ میں آگئے

پروردگارِ صبر تو مولا حسینؑ ہیں  
اوصافِ مصطفیٰؐ سب ہی شہرؑ میں آگئے

کرب و بلا ہے دور یہیں مل گئی مراد  
حاجت لئے جو شہرِ قلندرؑ میں آگئے

جب سے علم اٹھایا ہے غازی کے نام کا  
تب سے نگاہِ فاتحِ خیمہؑ میں آگئے

ریحانؑ میں علیؑ کے غلاموں کا ہوں غلام  
شاہوں کے تاج یوں مری ٹھوکر میں آگئے

## سلام

جب شعورِ علم مجھ کو علم کے در سے ملا  
میں نے جو چاہا تھا وہ مجھ کو مقدر سے ملا

اشکِ غم جو آنکھ سے مجلس میں پڑکا تھا کبھی  
حشر میں وہ اشکِ غم زہراً کی چادر سے ملا

یہ ابوطالب کا گھر ہے سرسری اس کو نہ دیکھ  
رب کو اپنے ہاتھ اور چہرا اسی در سے ملا

فاطمہ زہراً کے دم سے نسلِ پیغمبر چلی  
راز یہ قرآن میں تفسیرِ کوثر سے ملا

ساقی کوثر کا بیٹا کیسے پیاسہ دیکھتا  
صبر کا سوکھا گلا خود بڑھ کے خنجر سے ملا

سر بلندی میرے سجدوں کو میسر ہوگئی  
 ذرہ خاکِ شفا سجدے میں جب سر سے ملا

برسرِ منبر ”سلوئی“ کی صدا حیدر نے دی  
 تحفہ مولائیت جب ٹم کے منبر سے ملا

حُبِ اہلیت منزل ہے، کوئی رستہ نہیں  
 یہ سبق بہلولِ دانا اور قنبر سے ملا

دولتِ دُنیا سے مرعوب کر سکتی نہیں  
 ”زر“ سے بیزاری کا تحفہ جس کو ”بوزر“ سے ملا

ہو بہو وہ ہی مزا پایا سبیلِ شاہ پر  
 جو مزا پانی کا زم زم اور کوثر سے ملا

ایک ناصر رب سے مانگا تھا رسول اللہ نے  
اور وہ ناصر انہیں، اللہ کے گھر سے ملا

جز تھا تھوڑی دیر پہلے ہو گیا لحوں میں گل  
حڑ کہ اک قطرہ تھا آخر کو سمندر سے ملا

”ع“ ہے پایا علم حیدر نے، اور اصحاب کو  
وہ ”الم“ جو تھا ”الف“ سے جنگِ خیبر سے ملا

کربلا کی سرزمین مصروفِ ماتم ہو گئی  
تیر سہ شعبہ جب آکر حلقِ اصغر سے ملا

تیر کھا کر، مسکرا کر، قتلِ قاتل کا کیا  
”آئینہ یہ کس ادا کے ساتھ پتھر سے ملا“

قتل ہو جاتیں اذانیں گربلا کے دشت میں  
 نعرۂ تکبیر کو دمِ قلبِ اکبر سے ملا

جب بنامِ سیدۂ ریحان مانگا ہے کبھی  
 پانچ سے بارہ سے چودہ سے بہتر سے ملا

## سلام

جو محبتِ نفسِ پیغمبر نہیں  
جز جہنم اس کا کوئی گھر نہیں

آدم و عیسیٰ کا مشترکہ بیاں  
کوئی بھی ہم پہلے حیدر نہیں

میں علیؑ والا ہوں سبِ میل ہوں  
اے اجل میں راہ کا پتھر نہیں

یہ طوافِ کعبہ بے حجبِ علیؑ  
کیا تری قسمت کا یہ چکر نہیں

کیسے ہوتا نورِ زہراؑ کا نزول  
آئے جب تک سورہ کوثر نہیں



جو غدیر خم میں حارث پر گرا  
کیا کسی کو یاد وہ کنگر نہیں

حرملہ سے بولی اصغرؑ کی ہنسی  
تُو کوئی مرحب نہیں عشرؑ نہیں

یہ کوئی جھولا نہیں میدان ہے  
اب تو میں عباسؑ ہوں اصغرؑ نہیں

کاٹ کر دریا نہ لے جائے جری  
ہاتھ میں گو تیغ دو پیکر نہیں

مشک میں تجھ کو اٹھالے گا جری  
علقہ تُو وزن میں خیر نہیں

اک سلونی کا تھا اک پالان کا  
ان سے بہتر دہر میں منبر نہیں

دونوں ہی منبر بہت بیکار ہیں  
جب تلک ان دونوں پہ حیدر نہیں

نور آسکتا ہے بس زیر کسا  
غیر کی قسمت میں یہ چادر نہیں

بادبان وساباں سے کیا غرض  
پرچم عباں کیا سر پر نہیں

گر نہ ہو رومال زہراً خود صدف  
اشک خالی اشک ہے گوہر نہیں

## سلام

جو غمِ شہیرا کو دل میں بہم رکھتے نہیں  
 واسطہ دونوں جہاں میں اُن سے ہم رکھتے نہیں

مجلسِ شبیر میں تو سر کے بل جاتے ہیں ہم  
 دوسروں کی بزم میں یکر قدم رکھتے نہیں

حُر کو دوزخ سے بچا سکتا نہ تھا کوئی عمل  
 حضرتِ شہیرا جو دستِ کرم رکھتے نہیں

جزئی و آلِ اطہر ہم علیؑ والے کبھی  
 اپنی نظروں میں کسی کو محترم رکھتے نہیں

ہم عزاداروں کو محشر کا بھلا کیا خوف ہو  
 ہم محبتِ پنچتن کی دل میں کم رکھتے نہیں

کہتے تھے عباسؓ بازو تو کٹا سکتے ہیں ہم  
پرچمِ اسلام کو اک پل بھی خم رکھتے نہیں

گر محمد اور خدا کا خوف کرتے اشقیا  
نوکِ نیزہ پر سرِ شاہِ اُم رکھتے نہیں

بولیں زینبؓ یا علیؓ مشکلکشا اب آئیے  
سانس لینے کے بھی قابلِ رنج و غم رکھتے نہیں

جانے کب لکھنا پڑے ریحانِ ذکرِ اہلبیتؑ  
بے ضرورت جیب میں ہم بھی قلم رکھتے نہیں

## علم کے در پہ آ

چاہتا ہے اگر زندگی کا مزا، علم کے در پہ آ  
تجھ کو مل جائے گی محفلِ مرتضیٰ، علم کے در پہ آ

علم کا درِ علیٰ ایک نقشِ جلی  
دیر اب نہ لگا، علم کے در پہ آ

علمِ توریت بھی علمِ قرآن بھی  
سوچتا اب ہے کیا؟ علم کے در پہ آ

علم کی بھیک مانگی فرشتوں نے بھی  
تو بھی دامن بچھا، علم کے در پہ آ

علم کے شہر نے خود یہ فرمایا ہے  
ہے علیٰ بائھا، علم کے در پہ آ

علمِ اسلام ہے علمِ ایمان ہے  
 علم ہے کربلاء، علم کے در پہ آ

علمِ نبج البلاغہ میں جتنا بھی ہے  
 سب ہے قرآن کا، علم کے در پہ آ

علم سے شق ہوئی ہے چدارِ حرم  
 دیکھ لے معجزہ، علم کے در پہ آ

آتشِ جہل میں جل کے مر جائے گا  
 علم سے لو لگا، علم کے در پہ آ

علم کی بھیک رینجانِ مجھ کو ملی  
 دل نے جب بھی کہا، علم کے در پہ آ

## سلام

حدود بحر میں اور عرصہ زماں میں نہیں  
علیؑ کی مثل زمیں کیا ہے آسماں میں نہیں

تری نماز ترے منہ پہ مار دیگا خدا  
علیؑ کا نام جو شامل تری اذال میں نہیں

تمام عمر جہالت کی دھوپ میں جلنا  
اگر تو علم محمدؐ کے سائباں میں نہیں

شعورِ علم درِ علم کے سوا مت ڈھونڈ  
یہ جنس وہ ہے جو ملتی کسی دکان میں نہیں

نشانِ ماتم شیریہ کی جو عظمت ہے  
قسم خدا کی وہ سجدے کے بھی نشاں میں نہیں

علیؑ کا راز خدا جانے اور خدا کا علیؑ  
بجز رسولؐ کوئی اور درمیاں میں نہیں

بس اک علیؑ ہیں جو پیدا خدا کے گھر میں ہوئے  
شرف قیام کا عیسیٰ کو اس مکان میں نہیں

سمجھ رہا ہے مجھے منکرِ علیؑ، کافر  
خدا کا شکر کہ میں حرفِ رایگاں میں نہیں

تُو لگنتی ہے مگر ذکرِ پنجتن کے سبب  
ریحانِ اعظمی لگنت تری زباں میں نہیں



## سلام

خدا کی ذات پہ ایقان کو شیرع کہتے ہیں  
اساسِ دین اور ایمان کو شیرہ کہتے ہیں

شکستِ مقصدِ سفیان کو شیرہ کہتے ہیں  
کتابِ فتح کے عنوان کو شیرہ کہتے ہیں

خدا کی نعمتوں کا تذکرہ قرآن میں پڑھ کر  
وجودِ سورۃِ رحمان کو شیرہ کہتے ہیں

جہاں پر طرف ٹکتا ہے حبیب و حر کا اے واعظ  
خدا والے اسی میزان کو شیرہ کہتے ہیں

ابوطالب نے جو احسان فرمایا رسالت پر  
ابوطالب کے اس احسان کو شیرہ کہتے ہیں

پس کرب و بلا جس کی حفاظت میں ہے اب قرآن  
 اسی قرآن کے جزدان کو شبیرؑ کہتے ہیں

کتاب اللہ اور عترت یہی سامانِ عقبیٰ ہیں  
 اسی سامان کے حفظان کو شبیرؑ کہتے ہیں

رجب کے چاند میں جو نور ہے وہ نورِ حیدرؑ ہے  
 ضیائے نیمیہ شعبان کو شبیرؑ کہتے ہیں

نبیؑ دونوں کے وارث ہیں وہ صامت ہو کہ ناطق ہو  
 نبیؑ خود بولتے قرآن کو شبیرؑ کہتے ہیں

مرا شاعر مرا ذاکر مرا نوحہ نگار آیا  
 سرِ محشر یہی ریحان کو شبیرؑ کہتے ہیں

## سلام

خوشا قسمت در آلِ نبیٰ کے ہم گداگر ہیں  
یرے سکشول میں تو بادشاہوں کے مقدر ہیں

علیٰ کے مدح خوانوں میں فقط اک میں نہیں شامل  
خدا و مصطفیٰ، جبریل و سلمان و ابوذر ہیں

علیٰ کے بغض کا ناسور ہے جس جس کے سینے میں  
یزید و شمر ہیں سفیان ہیں مرحب ہیں عشرت ہیں

جلایا تھا جنہوں نے سید سجادؑ کا بستر  
”انہی کے ہاتھ میں لوٹے ہیں اور کاندھوں پہ بستر ہیں“

میں لاسکتا ہوں تارے توڑ کر افلاک سے لیکن  
درِ زہراً کے ذرے بھی مہمہ و انجم سے بہتر ہیں

مرے سینے پہ داغِ ماتمِ شیرِ روشن ہے  
 مری نظروں میں پیوستہ غدیرِ خم کے منظر ہیں

مرے اشکوں کی قیمتِ پختن سے پوچھ اے واعظ  
 یہ آنسو وزن میں لاکھوں سمندر کے برابر ہیں

لگا کر نعرہ ہل مین، حسین ابن علی چپ تھے  
 صدا جھولے سے آئی ہاں ابھی موجود اصغر ہیں

درِ زہرا نے اے ریحان یہ عزت عطا کی ہے  
 وگر نہ شہر میں مجھ سے بڑے لاکھوں سخنور ہیں

## سلام

داغِ ماتم کو جو سینہ پہ سجا رکھا ہے  
دل کو مولا کا عزاخانہ بنا رکھا ہے

مشکوٰۃ! سوچ کے آنا مرے گھر کی جانب  
میں نے غازی کا علم گھر پہ لگا رکھا ہے

لوگ لکھتے رہیں دیواروں پہ کافر ہم کو  
ہم نے اس کفر کو ایمان بنا رکھا ہے

داغِ سجدہ سے عیاں دل کی سیاہی تری  
تو نے جو بغضِ علیؑ دل میں چھپا رکھا ہے

تیرے صدقے ترے قربانِ غمِ سبطِ نبیؐ  
ہم کو ہر رنج و مصیبت سے بچا رکھا ہے

یا نبیؐ آپ نے مَنْ گنٹ کہا ہے جب سے  
کتنے اصحاب کو دیوانہ بنا رکھا ہے

یہ توّلّا تو بہر حال عبادت ہے بڑی  
پر تہرے میں بھی قدرت نے مزا رکھا ہے

کوئی گوہر مرے اشکوں سے نہیں ہے اشرف  
ان کو رومال میں زہراً نے چھپا رکھا ہے

تا ابد ہو نہیں سکتا وہ کبھی بھی شاداں  
ذکرِ شہدہ جس نے سیاست سے ملا رکھا ہے

تیرگی قبر میں مومن کی کہاں سے آئے  
نسخہٴ خاکِ شفا زیرِ قبا رکھا ہے

دوستوں کی ذرا پہچان ہمیں بھی ہو جائے  
مثلِ شیرِ چراغوں کو بجھا رکھا ہے

تین ہی تو وہ مقامات ہیں مکے میں جہاں  
”سنگِ ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے“

گم نہ ہو جائیں کہیں حشر کے ہنگاموں میں  
اس لئے دو کو تو پہلو میں سلا رکھا ہے

کچھ کراماتِ خدا دیکھی تو ہوگی جب تو  
نامِ حیدر کا نصیری نے خدا رکھا ہے

علم کا در جسے کہتا ہے زمانہ ریحان  
اپنا سر میں نے اسی در پہ جھکا رکھا ہے

## سلام

دنیا میں جتنے لوگ بھی زندہ ضمیر ہیں  
وہ سب کے سب حسین کے در کے فقیر ہیں

حکم خدا سے جیسے محمدؐ کے تھے علیؑ  
عباسؑ بھی حسینؑ کے ویسے وزیر ہیں

بے دست ہو کے بھرتے ہیں دامن ہر ایک کا  
عباسؑ نامدار بڑے دستگیر ہیں

بے تیغ جنگ دیکھ کے جبریل نے کہا  
عباسؑ گر بلا کے جناب امیر ہیں

زنجیر زن، یہ ماتمی، یہ صاحب بیاض  
اللہ کی قسم یہ حسینؑ سفیر ہیں



مولا علیؑ کا ہو کہ امامِ رضاؑ کا ہو  
 روئے یہ سب زمین پہ جنتِ نظیر ہیں

یہ مجلس و جلوس، علم، تعزّیے تمام  
 ہر عہد کے یزید کے سینے میں تیر ہیں

جو ہے میانِ دوزخ و جنت کھینچی ہوئی  
 ہم بھی میانِ باطل و حق وہ لکیر ہیں

میدانِ جنگ میں ہے برابر کا مرتبہ  
 مانا کہ عمر میں علیؑ اصغرؑ صغیر ہیں

کیا ان کی منزلت ہے یہ زہراً سے پوچھ لو  
 ریحانِ میرے نوے تو خیر کثیر ہیں

## سلام

دیکھا بغور جس نے بھی چہرا حسین کا  
قرآن مثال ہو گیا شیدا حسین کا

صامت تھا لب کشا نہ تھا قرآنِ کبریا  
جب تک اسے ملا نہ تھا لہجہ حسین کا

کرنے لگے طوافِ مزارِ شہیدِ حدی  
کعبہ کبھی جو دیکھ لے روضہ حسین کا

ہے مہر میں بتوں کے پانی تمام تر  
ہے ساگر و سمندر و دریا حسین کا

خیمے کا وہ چراغ بچھانا گواہ ہے  
گھر کرچکا دلوں میں اُجالا حسین کا

نافہم کلمہ گو کی سمجھ میں نہ آسکا  
 حڑ کی سمجھ میں آگیا رُتبہ حسین کا

توصیفِ آئینہ میں ہے آئینہ گر کی بات  
 عباس کی ثنا ہے قصیدہ حسین کا

محبوبِ کبریا کی شہادت لئے ہوئے  
 بھائی بڑا حسین کا بیٹا حسین کا

نیزے پہ سر اٹھا لیا لیکن نہ اٹھ سکا  
 جلتی ہوئی زمین سے سجدہ حسین کا

بدلی فضا زمانے بدلتے چلے گئے  
 لیکن رُخِ حیات نہ بدلا حسین کا

سوغاتِ اشک لے کے ذرا مجلسوں میں جا  
زہراً قبول کرتی ہیں پُرسہ حسین کا

قرآن صبر و ضبطِ حدیثِ ثبات و عزم  
سمجھو تو گربلا میں ہے خطبہ حسین کا

جس رُخ سے دیکھتا ہوں حسین پڑھ رہا ہوں میں  
میرے قلم نے نام جو لکھا حسین کا

ہیں کون اہلیتِ رسالتِ نبی میں  
قرآن پکارا، صرف ہے کتبہ حسین کا

ریحانِ میرے سر پہ ہے تاجِ سخنوری  
جس دن سے لکھ رہا ہوں میں نوحہ حسین کا

## سلام

سجدہ ہے، تلاوت ہے عزاداری شہیرؑ  
معراج عبادت ہے عزاداری شہیرؑ

اسلام کی خدمت ہے عزاداری شہیرؑ  
ہاں...! اجر رسالت ہے عزاداری شہیرؑ

حیدر سے مودت ہے عزاداری شہیرؑ  
زہراؑ کی امانت ہے عزاداری شہیرؑ

ظالم سے بغاوت ہے عزاداری شہیرؑ  
مظلوموں کی طاقت ہے عزاداری شہیرؑ

جو اعلیٰ نسب ہیں وہ عزادار رہیں گے  
معیار شرافت ہے عزاداری شہیرؑ

یہ ظرف کی پہچان ہے کم ظرفوں سے کہہ دو  
مل جائے تو عزت ہے عزاداری شہیرؑ

سجدوں سے تو جنت کی ہوا بھی نہ ملے گی  
جنت کی ضمانت ہے عزاداری شہیرؑ

اس دور یزیدی میں بھی یہ مجلس و ماتم  
نیزے پہ تلاوت ہے عزاداری شہیرؑ

محنت سے بنا کرتے ہیں نقشِ غم سروؑ  
سجاد کی محنت ہے عزاداری شہیرؑ

تفسیر رقمِ نوحِ بلاغہ میں ہے اس کی  
قرآن کی آیت ہے عزاداری شہیرؑ

جھلاؤ گے اللہ کی نعمت کو کہاں تک  
اللہ کی نعمت ہے عزا داری شیر

دنیا میں سکونِ دلِ مومن ہی نہیں ہے  
مرقد میں بھی راحت ہے عزا داری شیر

آنا ہو جسے سر سے کفن باندھ کے آئے  
میدانِ شہادت ہے عزا داری شیر

عادت نہیں فطرت کے تقاضے ہیں ضروری  
ہم لوگوں کی فطرت ہے عزا داری شیر

ہم ہوں کہ فرشتے ہوں سبھی اس کے طلبگار  
اک ایسی سعادت ہے عزا داری شیر

سودا عم شیز کا ہم کر نہیں سکتے  
 کیا کوئی تجارت ہے؟ عزاداری شیز

اس فرسِ عزا کو نہیں ہم سب کی ضرورت  
 ہم سب کی ضرورت ہے عزاداری شیز

ریحان، شفاعت کا یقین ہو گیا مجھ کو  
 سامانِ شفاعت ہے عزاداری شیز



## سلام

سمجھو تو محمد کا یہ فرمان بہت ہے  
 زہرا کی ثنا کے لئے قرآن بہت ہے

کیا چادرِ زہرا کی فضیلت کوئی لکھے  
 بس آیتِ تطہیر کا اعلان بہت ہے

محشر میں ہمیں دور سے پہچانیں گی زہرا  
 ماتم کے نشاں ہیں یہی پہچان بہت ہے

محرومِ شفاعت ہمیں رہنے نہیں دیں گے  
 زہرا ترے بچوں پہ ہمیں مان بہت ہے

اس در سے کوئی کوٹ کے خالی نہیں جاتا  
 سائل کے لئے بخشش و فیضان بہت ہے

آنے کو ہے زہرا کا پسر مہدی آخر  
حالات بتاتے ہیں کہ امکان بہت ہے

یہ اشکِ عزا فرشِ عزا ماتم و نوحہ  
میرے لئے بخشش کا یہ سامان بہت ہے

نعمت ہیں زمانے کے لئے آلِ محمدؐ  
تصدیق کو بس سورۃ رحمان بہت ہے

اسلام ہے احسان مسلمانوں پہ لیکن  
اسلام پہ زہراً تیرا احسان بہت ہے

یوں فاطمہ زہراً کے ثنا خوانوں میں شامل  
میرے لئے یہ بات ہی ریحان بہت ہے

## سلام بر زمینِ غالب

شہد کہتے تھے یہ لشکرِ اعلا مرے آگے  
ایسے ہے کہ ہو خاک کا ڈرہ مرے آگے

خیبر میں علی کہتے تھے دروازہ گرا کر  
کیوں رکھا تھا تم نے یہ کھلونا مرے آگے

معلوم ہے واں کون تھا مصروفِ تکلم  
دہراؤ نہ معراج کا قصہ مرے آگے

میں جب بھی اٹھاتا ہوں علمِ ابنِ علی کا  
چلتا ہے علمدار کا سایہ مرے آگے

میں اشک کی شمشیر سے سرکاتِ دون اس کا  
آئے جو کوئی منکرِ زہرا مرے آگے

دو اشک ہی آنکھوں سے گرے تھے سرِ مجلس  
سایہ کسی رومال کا آیا برے آگے

آنکھوں سے برے گوہرِ نایاب ہیں گرتے  
کیا چیز ہے یہ دولتِ دُنیا برے آگے

حیدر نے کہا مرچِ خودسر سے، چلا جا  
مرنے کا ارادہ ہے تو.....! آجا برے آگے

عجائز یہ کہتے تھے کہ مل کر کرو حملہ  
کہہ دیتا ہوں آنا نہیں تنہا برے آگے

یہ منکرِ حیدر کو زمیں پیس کے بولی  
تو پڑھتا تھا غیروں کا قصیدہ برے آگے

مرد میں نکیرین مودب رہے بیٹھے  
تھے پشت پہ اُن کی مرے مولا، مرے آگے

وہ جس میں مقید ہیں مہہ و سال ہزاروں  
ہے ماہِ محرم کا وہ لمحہ مرے آگے

شہہ کہتے تھے اے نہر تردد نہیں تجھ کو  
دوم توڑ رہا ہے مرا بچہ مرے آگے

ماں کہتی تھی لاشہ ہی نہیں، قاسم مضطر!  
رودنا ہے لعین نے ترا سہرا مرے آگے

زینب نے کہا خاک اڑاؤ ذرا بچوں  
چادر کی جگہ خاک ہو پردا مرے آگے

پیدل چلا جس دشت میں شیر کا بیٹا  
پانی ہوا جاتا ہے وہ صحرا مرے آگے

سادات ہوں صدقہ نہیں کھاتا ہوں مگر آپ  
رکھ دیجئے شیر کا صدقہ مرے آگے

ماں کہتی تھی دکھلانا تھا سہرا علی اکبرؑ  
لے آئے ہو کیوں زخمی کلیجہ مرے آگے

ہے وقت نزع ناد علیؑ دم کرو مجھ پر  
پڑھتے رہو بس یہ ہی وظیفہ مرے آگے

کیا مرگِ مفاجات کا ریحان ہو خطرہ  
اک ڈھال سا بن جاتا ہے نوحہ مرے آگے

# سَلام

قرآن کی زبان فقط اہلیت ہیں  
 قرآن ہے جسم جان فقط اہلیت ہیں

یہ ہو منزل و طہ کہ آمدہ  
 ان سب کے ترجمان فقط اہلیت ہیں

کیسی ہی دھوپ ہو سر محشر توک یا ہوا  
 ہم سب پہ سائبان فقط اہلیت ہیں

جس پر لکھی ہے نور کی تحریر سے کتاب  
 بس ایسا آسمان فقط اہلیت ہیں

ایمان گل ہیں دین بھی اسلام بھی یہی  
 قدرت کی آن بانفقط اہلیت ہیں

یہ بل اتی ' یہ اِنما یہ گل کفا کی جان  
جو رب کرے بیان، فقط اہلیت ہیں

جس نے نماز کو لہو دے کر بچا لیا  
اک ایسا خاندان فقط اہلیت ہیں

لکرا کے جس سے ظلم کا سر پاش پاش ہے  
ایماں کی وہ چٹان فقط اہلیت ہیں

پوچھا کیا کہ وارث قرآن کون ہے  
کہنے لگی اذان فقط اہلیت ہیں

حق نے چلایا تیر جو باطل کی فوج پر  
اس تیر کی کمان، فقط اہلیت ہیں



پوشاک کس کے واسطے جنت سے آئی تھی  
سوچو نہ میری جان، فقط اہلیت ہیں

خود لامکان ہو گیا ریحان میرا رب  
جس کو دیا مکان فقط اہلیت ہیں

### Surah-e-Fatiha requested

Jaffar Ali Sulaiman

Shireen Bai Wali Mohd

Haider ali Jaffar Ali

Mohd. Raza Jaffar Ali

Ibrahim Ismail

Khadija Ismail

### التمنا سِ سورۃ فاتحہ

جعفر علی سلیمان

شیرین بانی ولی محمد

حیدر علی جعفر علی

محمد رضا جعفر علی

ابراہیم اسماعیل

خدیجہ اسماعیل

## سلام

عباسؑ کا ہے قول یہ پیکار کچھ نہیں  
جھک جائے گر علم تو علمدار کچھ نہیں

بیعت عرب عجم بھی جو کر لیں یزید کی  
جب تک نہ ہو حسینؑ کا اقرار کچھ نہیں

ہجرت کی شب علیؑ نے یہ سو کر بتا دیا  
مردہ ہو گر ضمیر تو بیدار کچھ نہیں

ہر معرکے میں سارے ہی یارانِ مصطفیٰؐ  
عزت کے بعد کر سکے مسامحہ کچھ نہیں

بدر و احد سے خندق و خیبر سے پوچھ لو  
حیدرؑ ہوں ذوالفقار ہو دشوار کچھ نہیں

قصے بہادری کے بیاں ان کے مت کرو  
جن کا کسی بھی جنگ میں کردار کچھ نہیں

پشتِ نبیؐ پہ کون بوقتِ نماز ہے  
جز شکر کہتے احمدؑ مختار کچھ نہیں

تخلیق جسکی خواہش زہراً پہ رب کرے  
طالبِ عزا کے ہیں انہیں درکار کچھ نہیں

فرشِ عزا ہو، اشک ہوں، ماتم کے داغ ہوں  
مرقد میں کام آئیں گے، بیکار کچھ نہیں

بیٹے ہیں یہ علیؑ کے نواسے رسولؐ کے  
جز صبرِ ان کے ہاتھ میں ہتھیار کچھ نہیں

چاہیں تو ایک پل میں بدل دیں رخِ حیات  
ان کے لئے یہ وقت کی رفتار کچھ نہیں

اصغرؑ کی لاش ہاتھ پہ چہرا لہو لہو  
رخ پر مگر شکست کے آثار کچھ نہیں

حاضر سرِ حسینؑ ہے اے رب کائنات  
اس کے عیوض میں تجھ سے طلبگار کچھ نہیں

چلنے تو دیجے خطبہٴ زینبؑ کی تیغ کو  
ظلم یزیدِ شام کا دربار کچھ نہیں

قاسمؑ پکارے ارزقِ شامی کو دیکھ کر  
نہ تو رہیگا نہ تری تلوار کچھ نہیں

گر امتحانِ صبر کی منزل نہ ہو عزیز  
سجاؤ کو یہ طوقِ گراں بار کچھ نہیں

سجادؑ لب کشا ہوئے سب دنگ رہ گئے  
جو کہہ رہے تھے بولتا بیمار کچھ نہیں

ریحانِ خوں بہا کے بھی کہتے ہیں ماتمی  
ماتم کا حق ادا ہوا اس بار کچھ نہیں

## سلام

قرطاسِ مودت پہ یہ قدرت نے لکھا ہے  
زہراً کی ثنا قلبِ محمدؐ کی صدا ہے

جب لوح و قلم ان کے ہیں اور ان کا خدا ہے  
کہہ دیجئے ہم، ان کے ہیں اب سوچنا کیا ہے

نعلین کا سایہ جو مرے سر پہ ترا ہے  
ہر تاجِ سلاطین مرے قدموں میں پڑا ہے

کیا حشر میں قزاقِ فدک آگئے لوگو!؟  
اک شعلہ بڑے غیض میں دوزخ سے اٹھا ہے

زہراً کی ثنا کرتا، کہاں مجھ میں تھی طاقت  
یہ تو مرے اجداد کا خون بول رہا ہے

اللہ کرے اب کے برس جب ہو یہ محفل  
ہو ہادیِ دوراں کی نظامت تو مزا ہے

مہماں ہوں علیٰ اور محمدؐ کی صدارت  
اعلان ہو جبریلِ امیں مدح سرا ہے

ہر چیز فنا ہوگی دُعا زندہ رہے گی  
یہ مجلس و مائِم بھی تو زہراً کی دعا ہے

خود ساختہ یارانِ پیہر نہ ہوں خوش فہم  
کس در پہ اُترنا ہے ستارے کو پتہ ہے

خوشبو سے معطر جو ہوئی جاتی ہیں سانسیں  
محفل میں وہ آیا ہے جو ریحانِ عزا ہے

## سلام

کل ایمان نفسِ نبی کون ہے؟  
جسکی ضربت بھی ہے بندگی کون ہے؟

طاق کعبہ میں رکھے ہیں جتنے دیئے  
کس نے روشن کئے روشنی کون ہے؟

جن کے جد کو بچایا ہلاکت سے تھا  
پوچھتے ہیں وہ ہم سے علی کون ہے؟

ماتمی کا تعلق تو زہراً سے ہے  
فتوے دیتا ہے کیوں مولوی کون ہے؟

حبِ حیدرؑ میں ہم رافضی ہیں اگر  
خواجہ اجمیر اور شافعی کون ہے؟



ایک نعرہ علیؑ کا بتا دیگا بس  
مرجی کون ہے حیدری کون ہے؟

گر نہ آتے علیؑ آج مرجاتا میں  
بات کس نے یہ کب تھی کہی کون ہے؟

لہجہ رب میں معراج میں گفتگو  
آپ سے یا نبیؑ کس نے کی کون ہے؟

ایک غزوے میں کس کو رسولؐ خدا  
دی صدا پڑھ کے نادِ علیؑ کون ہے؟

نام حیدرؑ کا لو اور چہرے پڑھو  
کہنا پھر لائق دوستی کون ہے؟

شق ہوئی کس کی خاطر چداۓ حرم  
شخصیت جزیعلیٰ دوسری کون ہے؟

جو مصائب میں عمامہ سر پر رکھے  
اے عزادارو آیا شقی کون ہے؟

داغ ماتم کو محفوظ سینے پہ رکھ  
تاکہ زہراً کہیں جنتی کون ہے؟

سوچتا ہوں میں ریحان جزم رضیٰ  
مجھ سے کرواتا یہ شاعری کون ہے؟

## سلام

کون کہتا ہے کہ فوج کبریا پیاسی رہی  
تشنگی ہے علقمہ کو علقمہ پیاسی رہی

وعدہ کر کے پیاسے بچوں سے نہ کر پائی سبیل  
باوفا خوں میں نہایا اور وفا پیاسی رہی

یا خدا سہرا علی اکبرؑ کے سر پر دیکھ لوں  
گر بلا میں اُم لیلیٰ کی دُعا پیاسی رہی

دیکھ لی دریا دلی تیری بڑا افسوس ہے  
چار سالہ ایک بچی، گر بلا پیاسی رہی

ہو گئے سیراب اصغرؑ خیر آب تیر سے  
سورمانی پھر بھی تیری حُر ملا پیاسی رہی

ساتھی کوثر کا پوتا شام تک روتا گیا  
کون کہتا ہے کہ راہ ابتلا پیاسی رہی

صرف غازی ہی نہیں پیاسا سر ساحل رہا  
حد تو یہ ہے اس کے پرچم کی ہوا پیاسی رہی

خون کانوں کا دیا ہے دختر شیر نے  
اب نہ کہنا کہ زمین گر بلا پیاسی رہی

بیڑیوں پر پائے عابد کا لہو بہتا رہا  
کیوں کہوں پیار کی زنجیر پا پیاسی رہی

بے کفن بھائی کو چادر کا کفن نہ دے سکی  
ساتھ میں زیب کے زیب کی ردا پیاسی رہی

سو گئے معصوم سارے العطش کہتے ہوئے  
 کربلا کے بن میں بچوں کی صدا پیاسی رہی

یاں حسینی فوج تشنہ لب لب دریا رہی  
 عرش پر اس غم میں بزمِ انبیاء پیاسی رہی

سو گیا پیاسہ علی اصغر ذرا سی دیر میں  
 کوزہ تھامے مرتے دم تک مامتا پیاسی رہی

ماتم زنجیر سے ریحانِ خوں دیتے رہو  
 ظلم کی حد ہے جو بنیادِ عزا پیاسی رہی

## سلام

کوئی خود سر چشمِ خالق میں بُرا ہوتا ہے ہو  
بعضِ حیدرؑ میں جہنم آشنا ہوتا ہے ہو

ہے وہی مشککشا جس کو نبیؐ آواز دیں  
اب کوئی خود ساختہ مشککشا ہوتا ہے ہو

توڑ کر دیوارِ کعبہ آنے والے آ بھی جا  
آج کعبے میں بتوں کا خاتمہ ہوتا ہے ہو

ریزقِ دوزخ کو بھی مل جائے گا حیدرؑ کے سبب  
”ذکرِ حیدرؑ سے اگر کوئی خفا ہوتا ہے ہو“

ہم تو عاشقِ لوگ ہیں عشقِ علیؑ ایمان ہے  
سر اگر اس عشق میں تن سے جدا ہوتا ہے ہو

رزم ہو یا یزم ہو نامِ علی لیتے ہیں ہم  
گفر کی بستی میں پیدا زلزلہ ہوتا ہے ہو

نعرۂ حیدر سے چہرا مومنوں کا کھل اٹھا  
منکرِ حیدر کا چہرا بد نما ہوتا ہے ہو

میل گئی حیدر کو لو من گنت مولا کی سند  
اس سند سے کوئی جل کر کونکہ ہوتا ہے ہو

آپ کو دُنیا مبارک اور ہمیں مولا علی  
گر اسی صورت ہمارا فیصلہ ہوتا ہے ہو

داغِ ماتمِ قبر میں ریحانِ تو دینے لگے  
اب فرشتوں سے لحد میں سامنا ہوتا ہے ہو

## سلام

کوئی بھی غم نہ ملے بس غمِ شبیرِ ملے  
کم سے کم حڑ سے تو جا کر ہری تقدیرِ ملے

میری خواہش ہے کہ مدفن ہو نجف میں میرا  
میں نے کب چاہا مجھے خلد کی جاگیرِ ملے

جس عزا دار کی آنکھوں میں بھی دیکھو اس میں  
پرچمِ حضرت عباسؑ کی تصویرِ ملے

جن کو خوشنودی زہراً و علیؑ ہے منظور  
بس وہی کرتے ہوئے ماتم زنجیرِ ملے

کربلا جاؤں نجف جاؤں مدینے جاؤں  
تب کہیں جا کے مرے خواب کو تعبیرِ ملے



خونِ شہیڑ کی تاثیر تو دیکھے دنیا  
زندگی دیں کو ملے خاک کو اکسیر ملے

حڑ چلا جاتا تھا دوزخ کی طرف تیز قدم  
وہ تو کہتے کہ اُسے راہ میں شہیڑ ملے

لوگ سمجھے کہ ہے قرآنِ تہہ دامانِ حسین  
چشمِ حیراں کو مگر اصغر بے شیر ملے

ہاتھ رسی میں بندھے سر پہ نہیں ہے چادر  
بھائی کی لاش سے کس طرح سے ہمیشہ ملے

حرفِ خیرات میں لیتا ہے درِ علم سے وہ  
کیوں کسی غیر سے ریحان کی تحریر ملے

## سلام

مجلسِ غم ہے آہ و زاری ہے

بس یہی زندگی ہماری ہے

عقلمہ بہتے بہتے سوکھ گئی

دجلہ اشک اب بھی جاری ہے

موت سے ہم کو کیا علاقہ ہے

زندگی شہہ کے نام واری ہے

ہے دلوں کا قرار نام حسین

دھڑکنِ دل یہی پکاری ہے

ذکرِ شیر کو رکھے قائم

ربِ کعبہ کی ذمہ داری ہے

یہ جو مجلس ہے یہ جو ہے ماتم  
منکرِ شہہ پہ ضربِ کاری ہے

بھول بیٹھا جو حیدرئی نعرہ  
جنگ جیتی ہوئی بھی ہاری ہے

حُبِ حیدرؑ ہے آپ کے دل میں  
آپ سے دوستی ہماری ہے

بغضِ حیدرؑ کا ہے بخار اُسے  
ہاں یہی تو صحیح بخاری ہے

جاؤ جنت تمہیں مبارک ہو  
گر بلا کی زمیں ہماری ہے

قید ہو کر چلے ہیں اہل حرم  
 نہ تو ہودج ہے نہ عماری ہے

شہہ کے غم میں غمی، خوشی میں خوشی  
 ہم نے یوں زندگی گزاری ہے

فرش ماتم سے ہٹ کے اے ریحان  
 ایک لمحہ بھی ہم پہ بھاری ہے

## سلام

مدحتِ نفسِ پیہر کے لئے  
حرفِ کچھ اسمائے داور کے لئے

شق کیا دیوار کو در کے لئے  
روشنی درکار تھی گھر کے لئے

وہ زچہ خانہ مرے مولاً کا ہے  
تم نے بوسے جس کے پتھر کے لئے

خود کریں نانِ بویں پر انحصار  
نعتیں سلمان و قنبر کے لئے

زیب دیتا ہے خدائی کا لقب  
فاطمہ زہرا کے شوہر کے لئے

مات کھائی تو خدا کے ہاتھ سے  
فخر کی ہے بات عشرت کے لئے

یا علیؑ ناوِ علیؑ، ہر دم علیؑ  
ہے وظیفہ خلد و کوثر کے لئے

کون کس قابل ہے رب کو تھا پتہ  
چُن لیا حیدرؑ کو خیر کے لئے

نام ہے ریحانؑ بس اس بات سے  
میں تو اک خوشبو ہوں منبر کے لئے

## سلام

مزارِ شہید گریبا دیکھ لوں  
تمنا ہے بیتِ خدا دیکھ لوں

سنا ہے کھلی ہے کتابِ وفا  
میں چل کر سرِ علقمہ دیکھ لوں

جب آ ہی گیا گریبا کی طرف  
نجف میں ہیں مشکلکشایا دیکھ لوں

کہے کوئی، وارث ترا کون ہے؟  
میں فوراً سوئے سامرا دیکھ لوں

مرے زخم پھر زخم رہتے نہیں  
میں جیسے ہی خاکِ شفا دیکھ لوں

گھڑی بھر کو یارب مجھے موت دے  
الہی رخِ مرتضیٰ دیکھ لوں

حسنِ کو تصور میں لایا ہوں میں  
کہ حسنِ رخِ مصطفیٰ دیکھ لوں

فلک پہ ستاروں کو کیا دیکھنا  
میں کیوں نہ درِ سیدۂ دیکھ لوں

یہی سوچ کر مجلسوں میں گیا  
میں جنت کی آبِ وہوا دیکھ لوں

ہوا جب علم کی میسر ہوئی  
تو کیوں تجھ کو بادِ صبا دیکھ لوں



لہو رونے لگتی ہیں آنکھیں مری  
کوئی سر اگر بے ردا دیکھ لوں

میں لکھوں گا ریحانِ نوے بہت  
میں پہلے حدیثِ کسا دیکھ لوں

## سلام بر زمینِ غالب

مژگاں پہ اُٹکِ غم کو فروزاں کئے بغیر  
آنکھیں ہیں اپنے نور کا سماں کئے بغیر

کیسے سمجھ میں آئے گی روادِ کربلا  
اپنی سحر کو شامِ غریباں کئے بغیر

کیسے ملے گی وارثِ قرآن کی سند  
خجر تلے تلاوتِ قرآن کئے بغیر

عباسِ نامدار نے موجودوں کے درمیاں  
پرچم لگایا دید کو حیراں کئے بغیر

حُر آ گیا تو شہہٴ نے گلے سے لگا لیا  
ماضی کی ہر خطا پہ پشماں کئے بغیر

اے کلمہ گو رسولؐ کے گھر کو بتوں کے  
موقعہ ملا تو چھوڑا نہ ویراں کئے بغیر

او بدنصیب خواہشِ جنت فضول ہے  
عشقِ ابوتراب کو ایماں کئے بغیر

خیبر کا در تھا، کھلتا صحابہ سے کس طرح  
خیبر پہ صرف قوتِ یزداں کئے بغیر

ہر گز لحد سے دور اندھیرا نہ جائے گا  
کتبے پہ نامِ پانچ کا کنداں کئے بغیر

دولت کے باوجود نہ جائے گا کربلا  
کرب و بلا کو زیت کا ارماں کئے بغیر

اے حرملہ! تو ایک تبسم نہ سہہ سکا  
اصغر نے جنگ جیت لی ہوں ہاں کئے بغیر

شیر ترا درد سمجھ میں نہ آئے گا  
اس دل کو آہ زہراً میں غلطاں کئے بغیر

کب منڈل ہوا ہے کوئی زخمِ لادوا  
خاکِ شفا کو درد کا درماں کئے بغیر

وہ لوگ کیوں نہ قتل کریں اہلیت کو  
مسلم ہوئے جو دل کو مسلمان کئے بغیر

ملتی نہیں ہے دادِ وفا کائنات میں  
اپنے بدن کے خون کو ارزاں کئے بغیر

زہراً کا دل دکھانے کو کافی یہ بات ہے  
مجلس میں آیا چاک گریباں کئے بغیر

واعظ نہ کر سلام فرارِ رسول کو  
فرشِ عزا پہ زہرا کو مہماں کئے بغیر

جس سرزمین نے دکھ دیئے سجاڈ کو بہت  
چھوڑا نہیں اُسے بھی گلستاں کئے بغیر

ریحان میں نے لکھ دیا آسانی سے سلام  
غالب تری زمین کو آساں کئے بغیر

## برزمینِ غالب

میری آنکھیں اشکِ غم سے جب فروزاں ہو گئیں  
تب کہیں جا کر چراغِ طاقِ ایماں ہو گئیں

دیکھ کر شامِ غریباں میں جلے خیموں کی راہ  
کتنی صبحیں تھیں کہ جو شامِ غریباں ہو گئیں

حضرتِ عباسؓ نے پانی پہ گاڑا جب علم  
اس انوکھی بات پر موجیں بھی حیراں ہو گئیں

پارا پارا وہ جو قرآن کو بچانے میں ہوئیں  
بے کفن لاشیں وہ سب آیاتِ قرآن ہو گئیں

داغِ ماتم نے بچایا ہے فشاہِ قبر سے  
چند بوندیں اشک کی بخشش کا سماں ہو گئیں

بیموں کے سر کھلے دیکھے تو کہتا تھا فلک  
اے خدا قرآن کی آیات عرّیاں ہو گئیں

کربلا کے بن میں جب مہماں ہوئے سبطِ رسول  
فاطمہ زہرا بھی اس بستی میں مہماں ہو گئیں

مرقدِ ہالی سکینہ ہی نہیں زندان میں  
ساتھ میں بانو کی سانسیں نذرِ زنداں ہو گئیں

دیکھ کر گنجِ شہیداں کو یہ کہتے تھے ملک  
”خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں“

اشک کی بوندوں کو جب رومالِ زہرا مل گیا  
بخدا ریحانِ بوندیں آبِ نسیاں ہو گئیں

## سلام

نام ہو رحمان جس کا ذوالجلال آیا تو ہو  
گن کہے دنیا بنا ڈالے، کمال آیا تو ہو

اے ملنگانِ علیؑ عیدِ غدیر آنے کو ہے  
رقص فرمائیں فرشتے بھی دھال آیا تو ہو

حُسنِ یوسفِ حُسن کی خیرات مانگے رات دن  
تھا پسرِ حیدر کا جینا، خوش جمال آیا تو ہو

چومنے آئیں فلک سے میری چوکھٹ کو ملک  
مدحتِ حیدر میں جو لکھوں، خیال آیا تو ہو

مرگئے، زندہ ہوئے پھر مر گئے، اس فکر میں  
جس سے عاجز ہوں علیؑ، کوئی سوال آیا تو ہو؟



گٹ کے سر اُونچ ثریا پر ہو، آیا ہو عروج  
نام گالی سے بھی بدتر ہو، زوال آیا تو ہو

دو مہینے کم ہیں یارب ماتم شیر میں  
سال بھر ماہِ عزا ہو، ایک سال آیا تو ہو

امتحان دے نصرتِ شیر کا حُر شوق سے  
میل سکے رومال زہراً کا، مال آیا تو ہو

سرخرو کر جائے اصغر کی طرح اسلام کو  
لعل جیسا شہہ کا تھا دنیا میں لعل آیا تو ہو

ٹکڑے ٹکڑے ہو کے بھی قائم رہے غم کی لکیر  
دل کے شیشے میں غم سروڑ کا بال آیا تو ہو

پابہنہ، ننگے سر، تزدانی، آنکھیں، لہو  
روزِ عاشورہ عزا داروں کا حال ایسا تو ہو

ارجعی کی قادرِ مطلق صدا دینے لگے  
چند لمحوں کے لئے مولا، قتال ایسا تو ہو

بے ردائی پر حرم کی آہ بھر لینے سے کیا  
خون ٹپکے آنکھ سے، دل میں ملال ایسا تو ہو

ماتم زنجیر سے ریحان وابستہ رہوں  
خون میں شامل مرے رزقِ حلال ایسا تو ہو

## سلام

نفسِ نبیؐ، دستِ خدا، مولا علیؑ، مشکلکشا  
خیبر شکن اور لافٹی، مولا علیؑ، مشکلکشا

کیا عرش کیا فرشِ زمیں، ثانی کوئی ان کا نہیں  
کہتے تھے محبوبِ خدا، مولا علیؑ، مشکلکشا

تخلیقِ گن کا مرحلہ، جب سوچتا تھا کبریا  
کوئی نہ تھا تیرے سوا، مولا علیؑ، مشکلکشا

جبریل کے استاد ہیں، یہ موجدِ ایجاد ہیں  
دامادِ محبوبِ خدا، مولا علیؑ، مشکلکشا

لوح و قلم تیغ و علم، تیرے لئے رب کی قسم  
پیدا ہوئے آب و ہوا، مولا علیؑ، مشکلکشا

کیا خندقی، کیا خیبری، کیا عسکری، کیا لشکری  
تیرا بھرم سب پر رہا، مولا علیؑ مشککشا

تیرے لئے خیبر کا در، جیسے کسی طائر کا پر  
ہاتھوں پہ تیرے آگرا، مولا علیؑ مشککشا

رب نے عطا جب تیغ کی، آئی صدا جبریل کی  
تو لافتی ہے لافتی، مولا علیؑ مشککشا

معراج پر پہنچے نبیؐ، موجود واں تھے آپ بھی  
حیراں ہوئے تھے مصطفیٰؐ، مولا علیؑ مشککشا

خوشبو وہی لہجہ وہی، دیکھی ہوئی انگشتی  
تم تھے وہاں یا تھا خدا، مولا علیؑ مشککشا

ہجرت کی شب سوتے رہے، احمد کی چادر تان کے  
نہ ڈر کوئی نہ خوف تھا، مولا علیؑ مشکلکشا

کعبہ میں تیری روشنی، دیوار میں در کر گئی  
تم ہی بتوں کی تھے قضا، مولا علیؑ مشکلکشا

تو دل ابوطالب کا ہے، بخشا گیا کوثر تجھے  
تو رزق بھی ہے بانٹتا، مولا علیؑ مشکلکشا

تیری عبادت کا ثمر، مولا ترے سارے پسر  
حسینؑ ہو یا باوقا، مولا علیؑ مشکلکشا

مشکل میں جب اسلام تھا، عاشور کا ہنگام تھا  
کرب و بلا نے دی صدا، مولا علیؑ مشکلکشا

باندھے ہوئے سر سے کفن، پہنچے امام بے وطن  
چھوٹا سے لے کر قافلہ، مولا علیٰ مشککشا

پیاسے رہے بچے ترے، چادر چھنی خیمے جلے  
کنہ ترا لوٹا گیا، مولا علیٰ مشککشا

بیٹی تری قیدی بنی، خیموں میں در آئے شقی  
ماتم کناں تھی کربلا، مولا علیٰ مشککشا

میں کیا مری اوقات کیا، جب تک نہ تھا نوکر ترا  
ریحانِ مشّتِ خاک تھا، مولا علیٰ مشککشا

## سلام

نہ رشتے داریاں سب کچھ، نہ قُربِ مصطفیٰؐ سب کچھ  
 علمداری کے منصب کو ہے ”آئینِ وفا“ سب کچھ

منافق اور مومن کی کسوٹی نعرۂ حیدرؑ  
 یہ آئینہ بتا دیتا ہے چہروں پر لکھا سب کچھ

طہارت کی گواہی پنجتن کی مانگتے کیا ہو  
 پڑھو قرآن کہہ دے گا شعورِ انما سب کچھ

ادھر کچھ روٹیاں بھیجیں، ادھر سے آیتیں اُتریں  
 وہاں ہیں روٹیاں سب کچھ، یہاں ہے بلِ اُتی سب کچھ

فرشتو...! مجھ سے مت پوچھو، مجھے آرام کرنے دو  
 بتا دے گا تمہیں ٹھہرو مرا مشکلکشاً سب کچھ

عبادت گاہ، مکتب، حُلد، فردوسِ بریں، جنت  
 قسم حق کی ہمارے واسطے ہے گر بلا سب کچھ

ادب، تہذیب، خودداری، تمدن اور شعورِ غم  
 عطا کرتی ہے انسانوں کو یہ فرشِ عزا سب کچھ

یہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں نبیؐ کہتے رہے لیکن  
 نہ مانے کلمہ گو یہ بات کانوں سے سنا سب کچھ

علم، تلوار، دُختر، اپنا بستر، علمِ لافانی  
 نبیؐ نے رفتہ رفتہ مرتضیٰ کو دے دیا سب کچھ

کوئی سویا کوئی رویا شبِ ہجرت، نتیجے میں  
 کسی نے کھو دیا سب کچھ، کسی نے پالیا سب کچھ



خدا کا ہاتھ، آنکھیں، نطق، لہجہ حد ہے چہرا بھی  
ابوطالب کے بیٹے کو بالآخر مل گیا سب کچھ

وفائے حضرت عباس کیا تھی ہم سے مت پوچھو  
بتا دے گی زمین گریبا اور علقمہ سب کچھ

شب عاشور شہہ نے اک دیا گل کر کے سمجھایا  
میان جنگ تیغیں کچھ نہیں ہیں حوصلہ سب کچھ

نبیؐ کا دیں خدا کا نام اور اسلام مٹ جاتا  
پچا کر لے گئی زینبؓ ترے سر کی ردا سب کچھ

رجز پڑھنے کا یہ انداز کیسا ہے علیؑ اصغرؑ  
تسم کی زباں میں اشقیا سے کہہ دیا سب کچھ

توازن ذہن کا اوسان اپنی تیراندازی  
 علی اصغرؑ سے ڈر کر کھو چکا تھا خرما سب کچھ

یہی زخموں کا مرہم ہے یہی ہے جائے سجدہ بھی  
 کفن میں قبر میں ہر درد میں خاکِ شفا سب کچھ

لحد تاریک ہوگی داغِ ماتم ساتھ رکھنا ہے  
 اندھیرے میں اگر مل جائے تو ہے اک دیا سب کچھ

میں کیا لکھتا قلم ہی رک گیا ریحان یہ کہہ کر  
 علیؑ لکھ کر ہوا محسوس میں نے لکھ دیا سب کچھ

## سلام

واسطہ مکرانِ علی سے نہ رکھ  
 ورنہ پیروں سے دھرتی نکل جائے گی  
 چھوڑ کر ان کا در ہوگا تو در بدر  
 زندگی سب گناہوں میں ڈھل جائے گی

دشمن مرتضیٰ دشمن کبریا  
 دشمن کبریا، دشمن مصطفیٰ  
 بغضِ حیدر نہ رکھ ورنہ او بے خبر  
 نسل تیری جہنم میں جل جائے گی

علم کا در ہیں وہ نفسِ خیر البشر  
 دے چکا ہے خدا اُن کو خود اپنا گھر  
 مان مشکلکشا اُن کو دل سے ذرا  
 گرتی دیوارِ ایماں سنبھل جائے گی

وہ علی وہ ولی، وہ وصی نبیؐ  
 اُن سے لرزاں ہوئی مرخی عستری  
 اِن کا منکر نہ بن ورنہ زیرِ کفن  
 یہ زمیں تیرا چہرا کچل جائے گی

اِن کے بچوں کے قاتل جرے ساتھ ہیں  
 آج تک خوں میں ڈوبے ہوئے ہاتھ ہیں  
 تو حکومت کے لالچ میں بدست ہے  
 آج ہے یہ فضا کل بدل جائے گی

ہر کسی کو میسر نہیں اِن کا در  
 اِن کے در پر فرشتوں نے رکھے ہیں سر  
 لوٹ آ، لوٹ آ در ہے اب بھی کھلا  
 موت سر پر جو آئی ہے گل جائے گی

ان سے جو بھی لڑا جیتے جی مر گیا  
 کوئی خاتون ہو یا کوئی سورما  
 یہ حقیقت بتانے قیامت کے دن  
 دیکھو تاریخِ جنگِ جمل جائے گی

روک اپنا قلم آے ریحانِ اعظمی  
 بات سچی کہاں کب کسی نے سنی  
 تو نے حیدرؑ کو لکھا جو عبدِ خدا  
 بات یہ تو نصیری کو کھل جائے گی

## درمدحتِ زعفرِ جن

واقفِ شانِ حسینِ ابنِ علی، زعفرِ جن  
منزلت میں تو ہوا حُرِ جری، زعفرِ جن

استغاثے کی صدا سُن کے بڑھا سوئے حسین  
ہر قدم پڑھتا ہوا نادِ علی، زعفرِ جن

حکمِ شہیدِ پہ واپس تو گیا میداں سے  
جوئے خوں آنکھوں سے بہتی ہی رہی، زعفرِ جن

حکمِ شہیدِ کی زنجیر میں پابند رہا  
حسرتِ جنگِ ترے دل میں رہی، زعفرِ جن

اب ترا ذکر ہے سروڑ کے عزاداروں میں  
جا جزی نسل سبھی بخش گئی، زعفرِ جن

بعدِ عاشور بہ اندازِ شہیدانِ وفا  
تیری بھی مجلسِ ترجمِ ہوئی، زعفرِ جن

تو جو ریحانِ رسالت کی مدد کو آیا  
ہے ترے غم میں بھی آنکھوں میں نمی، زعفرِ جن

## سلام

وہ جس کا نام ہی مشکل میں اسبابِ کرم ٹھہرے  
پھر اس کا نام نہ کیوں کر لبوں پر دم بدم ٹھہرے

حفاظتِ باپ اور بیٹے نے ملکر کی نبوت کی  
ابوطالب کے جیسا کوئی کیوں کر محترم ٹھہرے

نُصیری نے جہاں آکر بغاوت ہم سے کر دی ہے  
عقیدے کی اسی منزل پہ آکر آج ہم ٹھہرے

مسافتِ خانہ کعبہ کے مہماں کی ہے بس اتنی  
چلے عرشِ بریں سے اور کعبے میں قدم ٹھہرے

خوشی سے کھل اٹھی دیوارِ کعبہ آگئے حیدر  
ہوئے رخصتِ درونِ کعبہ تھے جتنے صنم ٹھہرے



منافق جس قدر آئے مقابل میرے مولّا کے  
کہیں ٹھہرے نہیں سیدھے سر ملکِ عدم ٹھہرے

بلندی آسمانوں کی بھی کم ہے پائے حیدر سے  
سر مُہر نبوت میرے مولّا کے قدم ٹھہرے

نبی کے علم کا محور، خدا کی ذات کا مظہر  
وہی ہوتا ہے جس کے ہاتھ پر دیں کا علم ٹھہرے

دُعا ریحان کرتا ہوں اُسی دن موت آجائے  
علیٰ کی مدح گوئی میں اگر میرا قلم ٹھہرے

## کوئی اور ہے...

یہ زمیں خدا کا ہے معجزہ، پس معجزہ کوئی اور ہے  
چلو مانا کعبہ خدا کا گھر، پہ رہا بسا کوئی اور ہے

گئے عرش پر شہبہ بحر و بر، تو سنی فرشتوں سے یہ خبر  
کہ زبانِ گن کے مزاج سے یہاں بولتا کوئی اور ہے

تھے طلب میں یوں تو علم کی سب، نہ تھا ان میں کوئی شہبہ عرب  
تو علم نے رب سے کی التجا، مرا آشنا کوئی اور ہے

کوئی خندق، کوئی خیبری، کوئی مرجی، کوئی عنتری  
نہ تھا ان میں کوئی بھی حیدری، کہ یہ سلسلہ کوئی اور ہے

وہ غدیر خم وہ علی علیؑ کہیں سوگ تھا تو کہیں خوشی  
کہا جبرئیل نے یا نبیؐ، یہ تو ماجرا کوئی اور ہے

وہ نبیؐ کو گھیرے ہوئے عدو، وہ نبیؐ کے قتل کی جستجو  
کھلا ڈر تو دیکھا ہر ایک نے، یہاں سوراہا کوئی اور ہے

وہ چدار کعبہ میں در بنا تو بتوں کے لب پہ تھی یہ صدا  
ہمیں اب کوئی نہ خدا کہے کہ خدا نما کوئی اور ہے

در خلد پر ہے للہا ہوا، تو اگر علیؑ کا نہیں ہوا  
کبھی سوئے خلد نہ جانو کہ یہ راستہ کوئی اور ہے

در علم تک جو نہ آسکا اسے شہرِ علم کا کیا پتہ  
تجھے علم کیسے نصیب ہو، ترا مدرسہ کوئی اور ہے

یہ نصیریوں کو ہوا ہے کیا؟ کہ علیؑ کو سمجھے ہیں وہ خدا  
جو علیؑ نے سجدے میں جان دی، تو گھلا خدا کوئی اور ہے

کرے حفظ سینکڑوں آیتیں، پڑھے جھوم جھوم کے ”صورتیں“  
جو عالمی کے بعض کا ہے مرض تو، تیری دوا کوئی اور ہے

وہ نبی ہوں یا کہ ہوں مرتضیٰ انہیں جانتا ہے فقط خدا  
انہیں مانتا تو ہے ہر بشر انہیں جانتا کوئی اور ہے

میں کہاں؟ کہاں تری منقبت؟ کیا بیاں کروں تری منزلت  
میں ریحان اُن کی ثنا کروں تو یہ معجزہ کوئی اور ہے

## سلام

یہ کس نے کہہ دیا تم سے خدا تلاش کرو  
علیٰ کے جیسا خدا آشنا تلاش کرو

تمیزِ باطل و حق خود سمجھ میں آئیگی  
تم اپنے قلب میں اک گر بلا تلاش کرو

مریض آب و ہوا سے بھی ٹھیک ہوتے ہیں  
کسی جری کے علم کی ہوا تلاش کرو

دعا کو بامِ اثر پر جو دیکھنا چاہو  
دعا میں کوئی وسیلہ بڑا تلاش کرو

پتہ ہے جب ابو طالبؑ کے گھر سے ملتی ہے  
ادھر ادھر نہ خدارا وفا تلاش کرو

حسینؑ جیسا جگر ہو تو پھر اجازت ہے  
فنا کے سائے میں راہِ بقا تلاش کرو

نبیؑ سے نادِ علیؑ نے کہا دمِ مشکل  
کہو عدو سے کہ مشکلکشاہ تلاش کرو

یہ مسجدوں میں نمازی جو قتل ہوتے ہیں  
یہ رسم کب سے چلی ابتدا تلاش کرو

خدا رحیم ہے اتنی تو چھوٹ دیکھا ضرور  
فدک کے چوروں خود اپنی سزا تلاش کرو

نبیؑ سے عشق نواسے سے دشمنی کیوں ہے  
اس ابتلا میں ہو کیوں مبتلا تلاش کرو

علی کا بغض نسب کا پتہ بتاتا ہے  
کہاں ہوئی ہے نسب میں خطا تلاش کرو

تلاش کرتے ہو جنت نشانِ سجدہ میں  
ہماری مانو تو فرشِ عزا تلاش کرو

یہ حر نے خود سے کہا خاک ہی جو ہونا ہے  
تو خاک ہونے کو خاکِ شفا تلاش کرو

بہرم کھلے گا صحابہ کی سورمائی کا  
نبی سے کون ہوا کب جدا تلاش کرو

کہاں یہ پیاس سے پانی نے جنگ ہاری ہے  
جواب اس کا سر نینوا تلاش کرو

وہ جس نے خون سے خنجر کی دھار کو موڑا  
پس حسین کوئی دوسرا تلاش کرو

بجز شجاعتِ اصغرِ میانِ جنگ کوئی  
بغیر تیغِ بھی کوئی لڑا تلاش کرو

عزائے شاہِ شہیداں کا جو تسلسل ہے  
دیارِ شام سے یہ سلسلہ تلاش کرو

یہ اپنے اشکوں سے سجاؤ کہتے جاتے تھے  
مری پھوپھی کے لئے اک ردا تلاش کرو

نہ صرف دُنیا میں عقبیٰ کا آسرا بھی بنے  
ریحانِ اعظمی وہ آسرا تلاش کرو



## سلام

یہ کس نے کہا مجلس و ماتم نہیں ہونگے  
دنیا میں عزادار کبھی کم نہیں ہونگے

بے سایہ ہمیں کیسے کرے گا یہ زمانہ  
کیا حضرت عباسؑ کے پرچم نہیں ہونگے

یہ موسم ماتم ہے خزاں اس پہ نہ ہوگی  
شیر تڑے بغض کے موسم نہیں ہونگے

وہ ہاتھ اٹھا سکتے نہیں پرچم عباسؑ  
وہ ہاتھ جو آسودہ ماتم نہیں ہونگے

سردارِ جناں، جو تڑے غم کے ہیں مخالف  
وہ لوگ کبھی خلد کے محرم نہیں ہونگے

ہم خاکِ شفا اس لئے رکھتے ہیں ہمیشہ  
 ہو زخم تو منت کش مرہم نہیں ہونگے

ریحانؔ یہ ماتم کے نشاں ایسے ایسے ہیں  
 مرقد کے اندھیرے میں جو مدہم نہیں ہونگے

# نوح

جو گریہ جب قلم میرا ہوا  
 دامنِ قرطاس تھا بھیگا ہوا  
 گیت، غزلیں بھی کہیں ریحان نے  
 باعثِ عزت مگر نوح ہوا

## نوحہ

آنسو بہاؤ نوحہ پڑھو، آؤ مومنو  
بیمارِ کربلا کا ہے تابوت لے چلو

کربلا کے اک گواہ کا دنیا سے ہے سفر  
زخموں سے ہے بھرا ہوا معلوم کا جگر  
پُرسا دو اس شہید کا چل کر حسین کو

تازہ ہے ایک ایک ستم راہِ شام کا  
اس طرح غم مناجیے چوتھے امام کا  
بٹھو اک آہ بھر کے تو روتے ہوئے اٹھو

سالارِ قافلہ تھا اسیروں کی فوج کا  
کانٹوں کی رہگذار پہ جو شام تک گیا  
زین العبا کے سوگ میں ماتم کناں رہو

طوقِ گراں کے خار تھے گردن کے آر پار  
 زنجیرِ آہنی کا اٹھائے تھا تن پہ بار  
 اور حکمِ اشقیاءِ تھا ذرا تیز تر چلو

دڑے لگا کے غش سے جگاتے تھے اشقیاء  
 شہدے کا سر بریدہ دکھاتے تھے اشقیاء  
 لے جاتے تھے وہاں جہاں سایہ کہیں نہ ہو

سُن کر اڈاں میں نامِ محمدِ مرے امام  
 کہتے تھے نانا دیکھئے اُمت کا یہ نظام  
 ناموس کو تمہاری ستاتے ہیں کلمہ گو

چھوٹی بہن کو دفن کیا قیدِ شام میں  
 لنگر کمر میں بیڑی تھی پائے امام میں  
 پانی نہ تھا بھگوتے تھے اشکوں سے قبر کو

زینبؓ کی بے روئی تھی ناسور قلب کا  
 ہر زخمِ واحسینا کی دیتا رہا صدا  
 پُرسا امامِ عصر کو زین العباؑ کا دو

آب و غذا کہاں کی دوا تک نہیں ملی  
 خود آسمان کہتا تھا فریاد یا علیؑ  
 ماتم کرو غریب کا تم جب تلک جیو

تابوت پر امام کے ریحانِ اعظمی  
 اشکوں کے پھول نذر کریں سارے ماتمی  
 نوحہ پڑھو امام کا آہ و بکا کرو

## نوحہ

آج بھی شام کے زنداں سے یہ آتی ہے صدا  
منتظر آپ کی اب تک ہے سیکینہ ۴ بابا

بابا سب کنبہ رہا ہو کے وطن جا بھی چکا  
قید زنداں میں میرے بعد ہے مرقد میرا

آپ نے زخم گلو بھی نہیں دیکھا آکر  
کان زخمی ہیں میرے آج بھی زخمی ہے گلا

بابا جس وقت بنائی تھی لحد بھیا نے  
شور زنجیر سے اٹھتی تھی صدا واویلا

بابا تم سے تو شکایت نہیں مچھکو کوئی  
رنج یہ ہے کہ یہاں تلنے کو آئے نہ بیچا

پیار اصغر نے کیا ساتھ سلایا اسکو  
 مجھ کو تو شمر لعین تے یہاں سونے نہ دیا

میری تربت ہے اندھیرے میں خدا جانتا ہے  
 میری تربت پہ جلاتا نہیں کوئی بھی دیا

خوش رہیں اماں وطن میں یہ دعا کرتی ہوں  
 غم نہ ہو بابا انہیں کوئی تیرے غم کے سوا

آپکا سینہ کہاں اور کہاں پتھر پٹی زمیں  
 پشت زخمی ہے تو زخموں سے لہو ہے رستا

بابا اب حشر میں جب تم سے ملوگی آکر  
 دیکھنا رنگ ہے نیلا میرے رخسارہاں کا



باپ اور بیٹی کی قسمت بھی عجب تھی ریحان  
بے کفن دونوں ہوئے دُن کفن تک نہ ملا

## نوحہ

الجہاد، الجہاد، الجہاد، الجہاد  
 ہے ہمارے دل کی یہ صدا اور انبیاء نے بھی کہا  
 ہے کتابِ حق میں بھی لکھا  
 الجہاد، الجہاد، الجہاد، الجہاد

ہے جہاد کیا ہمیں بتا رہی ہے لڑنا  
 معنی جہاد کیا ہیں ہم نے وہ سملا دیا  
 باللسان، بالقلم جہاد ہو تو ہے بجا  
 قتل سے جہاد کا نہیں ہے کوئی واسطہ

کافروں سے مشرکوں سے اس طرح جہاد ہو  
 تیغ بعد میں اٹھاؤ پہلے گفتگو کرو  
 فیصلہ ہو بعد میں پہلے بات تو سنو  
 وہ جہاد چاہئے جو طور انبیاء کا تھا

اولیں جہاد اپنے نفس کو ہے مارنا  
سیرتِ نبیؐ کے آئینے میں خود کو دیکھنا  
عقل سے شعور سے ہر ایک بات سوچنا  
وہ جہاد ہی نہیں کہ رب ہمارا ہو خفا

علم کا حصول بندۂ خدا کی چاہتیں  
رزقِ پاک نیکیوں کا درس اور محبتیں  
ہیں خدا کے دین میں جہاد کی علامتیں  
ہو سکتے تو اس طرح جہاد کا ہو حق ادا

ہاں حسینؑ نے جہاد کے لئے کیا سفر،  
باندھ کے کفن کو چھوڑ کر چلے تھے اپنا گھر  
چاہتے تھے اُن کی ذات سے نہ ہو کوئی ضرر  
حج کو عمرے سے بدل کے شاہؑ نے بتا دیا

گھر اجڑ گیا حسین کا پسر ہوئے شہید  
 ایک ابنِ مصطفیٰ کئی ہزار تھے یزید  
 صبر نے حسین کے لگائی ضرب وہ شدید  
 دینِ مصطفیٰ بچا قرآن سرخرو ہوا

بھوک اور پیاس میں حسین کا جہاد تھا  
 اس طرح حق جہاد کس نے ہے ادا کیا  
 اب تو بس فساد ہے، نام ہے جہاد کا  
 مسلموں نے اپنے بھائیوں کا خون بہا دیا

بچ گئی اذال، نماز اور قرآن بچ گیا  
 اس جہاد میں مگر حسین کا گلا کٹا  
 چودہ سو برس سے ہے حسین ہی کا تذکرہ  
 طے کیا حسین نے جہاد کا وہ مرحلہ

مجلسِ عزاء، جلوس، تعزیئے جہاد ہیں  
 ظلم کے خلاف نوے مرثیے جہاد ہیں  
 نوے جو ریحان لکھ دیئے گئے جہاد ہیں  
 حشر تک رہے گا اب جہاد کا یہ سلسلہ

## نوحہ

اے شہبہ کے علمدار اے شہبہ کے علمدار  
اے صنیم حیدر اے حیدری تلوار

روتی ہے بہن تیری آ دیکھ میرے غازی  
ہے درد بھرا منظر چادر بھی نہیں سر پر  
ہے مجمع کفار ای شہبہ کے علمدار

اماں کا چمن اجڑا پردیس میں اے بھیا  
میں دشت میں ہوں تنہا ہیں چار طرف اعدا  
مرجائے نہ بیمار ای شہبہ کے علمدار

یہ خون بھرا پرچم کرتا ہے تیرا ماتم  
خیموں سے دھواں اٹھا اے بھائی میرے آجا  
فوجوں کی ہے یلغار ای شہبہ کے علمدار

معصوم سکینہ " ہے گرمی کا مہینہ ہے  
 دو بوند نہیں پانی ہونے کو ہے زندانی  
 محشر کے ہیں آثار ای شہہ کے علمدار

فریاد میری سن لودریا سے چلے آؤ  
 تم دے چکے قربانی درکار نہیں پانی  
 جینا ہوا دشوار ای شہہ کے علمدار

جھولے میں نہیں اصغر لوری دے کسے مادر  
 دروازہ خیمہ پر کہتی ہے وہ رو رو کر  
 میں کسکو کروں پیار ای شہہ کے علمدار

تم بازوئے سرور تھے شیر کا لشکر تھے  
 زیبٹ کا بھروسا تھے بچوں کا سہارا تھے  
 ہوتی ہوں دل افگار ای شہہ کے علمدار

بچوں کو بھی میں روئی کہہ سکتا نہیں کوئی  
 وہ بھائی کا صدقہ تھے بس اس لئے زندہ تھے  
 کیا ان سے سرو کار ای شہہ کے علمدار

جاتی ہوں سوئے زنداں آئے بھائی سرعریاں  
 بازو ہیں رن بستہ پر خار بہت رستہ  
 نظروں میں ہے دربار ای شہہ کے علمدار

اکبرؑ نے سناں کھائی مجھ کو نہ اجل آئی  
 سینہ میرا دوپارا نیزوں سے اسے مارا  
 میں اسکی ہوں غمخوار ای شہہ کے علمدار

میں لوٹ کے آؤں گی مرقد بھی بناؤگی  
 میں دوگی کفن تجھ کو مہلت دے اجل مجھ کو  
 آئے میرے وفادار ای شہہ کے علمدار



ریحانِ قلم      رویا جب لکھ چکا یہ نوحہ  
مجلس میں      ہوا ماتم جب آیا تیرا پرچم  
روتے تھے      عزادار ای شہہ کے علمدار

## نوح

بانو بین کرے رو رو کر، جاگ سکیئے جاگ  
ملنے آیا بابا کا سر، جاگ سکیئے جاگ

اٹھ شہزادی حکم رہائی آخر ہم نے پایا  
گھر جانے کا ارماں بی بی آخر کو بر آیا  
دیکھ کھٹلا ہے زنداں کا در، جاگ سکیئے جاگ

زخمی کانوں والی بی بی دور ہوئے اندھیارے  
چادر، گوہر وہ جو چھنے تھے ہمکومل گئے سارے  
رونے پر دڑوں کا نہیں ڈر، جاگ سکیئے جاگ

پیا سا گلا رسی میں بندھا تھا زخموں سے گرتا چپکا تھا  
اکبر و اصغر کی فرقت میں آنکھوں سے دریا بہتا تھا  
پانی پلاؤں نذر دلا کر، جاگ سکیئے جاگ

روز کہا کرتی تھیں مجھ سے کس دن گھر جائیں گے  
 کب اس اندھیارے زنداں سے آزادی پائیں گے  
 ہو کے رہا جاتی ہوں میں گھر، جاگ سکیں جاگ

زخمی مشک کے زخم بھریں گے تیری گود میں آکر  
 غازی کے پرچم سے لپٹنا تم بانہیں پھیلا کر  
 غازی خوش ہوگا دریا پر، جاگ سکیں جاگ

مانی تھی زہرا کی کہانی آزادی کی خاطر  
 بر آئی امید جری آثار ہوئے ہیں ظاہر  
 ماں بولی قصہ یہ کہہ کر، جاگ سکیں جاگ

نیند بہت ریحان تھی گہری بچی ایسی سوئی  
 موت نے ایسی لوری دی تھی بچی پھر نہ جاگی  
 پھر جملہ نہ آیا لب پر جاگ سکیں جاگ

## نوح

بچھڑے سفر میں ایسے مسلم کے سپر دونوں  
تھے لخت جگر دونوں تھے نور نظر دونوں

جب قتل ہوئے مسلم کونے کی فضاؤں میں  
خون ابو طالب کی خوشبو تھی ہواؤں میں  
پچھے تھی اجل ان کے جاتے تھے جدھر دونوں

سائے سے بھی ڈرتے تھے سورج سے بھی چھپتے تھے  
ظالم تھا تعاقب میں اس واسطے سہمے تھے  
بس ڈھونڈتے پھرتے تھے اپنا کوئی گھر دونوں

غربت تھی یتیمی تھی بچے تھے مسافر تھے  
خلاق دو عالم کی درگاہ میں حاضر تھے  
تھی ذات خدا سر پہ بے زر تھے مگر دونوں

جاتے تو کہاں جاتے واقف نہ تھے رستوں سے  
 دریا کی طرح آنسو بہتے رہے آنکھوں سے  
 قدرت کے بھروسے پہ کرتے تھے سفر دونوں

پتہ بھی کھڑکتا تو وہ نادعلی پڑھتے  
 مجبور تھے بے کس تھے کرتے بھی تو کیا کرتے  
 رکھ دیتے تھے گھبرا کے سجدے میں وہ سردنوں

اک چھپنے کی جاء پائی قسمت یہ کہاں لائی  
 کرتا تھا دعا ہر دم بھائی کے لیے بھائی  
 قسمت سے چھپے جا کر قاتل ہی کے گھر دونوں

اک مومنہ بی بی نے یہ جائے اماں دی تھی  
 بچوں میں محافظ ہوں اس نے یہ زبان دی تھی  
 جب گلیوں میں پھرتے تھے یہ خاک بسر دونوں

انعام کے لالچ میں قاتل تھا جو سرگرداں  
 قسمت پہ مگر اپنی یک لخت ہوا حیراں  
 گھر پہنچا تو ہجرے میں آئے وہ نظر دونوں

زلفوں سے پکڑ کر وہ قاتل انہیں جب لایا  
 اس مومنہ بی بی کو بچوں پہ ترس آیا  
 مصروف عبادت تھے وہ شمس و قمر دونوں

دریا پہ انہیں لاکر ظالم نے انہیں مارا  
 معصوموں کی گردن تھی اور خون کا فوارہ  
 ریحان جدا پھر بھی آئے نہ نظر دونوں

## نوحہ

جب آخری رخصت کو چلے سید والا  
 زینب سے کہا لاؤ وہ ملبوس پرانا  
 ہے جسکو پہن کر ہمیں فردوس میں جانا  
 سب قتل ہوئے رہ گیا تھا تیرا بھائی

اے میری بہن مضطر و دلگیر الوداع  
 تم بھی کہو پکار کے شبیر الوداع دلگیر الوداع

اک اک جواں کی لاش اٹھائی حسین نے  
 کشتی خدا کے دین کی بچالی حسین نے  
 چلنے کو ہے حسین پہ شمشیر الوداع دلگیر الوداع

تیرے سپرد گھر ہے میرے بعد اے بہن  
 تیرا کٹھن سفر ہے میرے بعد اے بہن  
 دربار شام ہے تیری تقدیر الوداع دلگیر الوداع

اصغرؓ کو رو چکا علی اکبرؓ کو رو چکا  
 دو چار کو نہیں میں بہتر (۷۲) کو رو چکا  
 اے سیدۃ کی آخری تصویر الوداع دلیگیر الوداع

سونا ہے بے کفن مجھے دشت قتال میں  
 کرتا ہوں جاتے جاتے یہ تم سے سوال میں  
 تم دوگی میرے خواب کو تعبیر الوداع دلیگیر الوداع

رکھنا نماز شب میں مجھے یاد اے بہن  
 تم کو خدا رکھے صدا آباد اے بہن  
 بنت بتول اے میری ہمیشہ الوداع دلیگیر الوداع

پامال جس گھڑی ہو ہمارا بدن سنو  
 ممکن جو ہو سکے تو اوڑھنا کفن سنو  
 کرنا ہماری قبر بھی تعمیر الوداع دلیگیر الوداع



قیدی تمہیں بنائیں گے یہ بانی جفا  
گھر کو جلا کے چھینیں گے سر سے تیری ردا  
سایہ کرے گی چادرِ تطہیرِ الوداعِ دلگیرِ الوداع

بسترِ جلے گا عابدِ بیمار کا بہن  
اعدا تمہارے ہاتھوں میں باندھیں گے جب رسن  
روئے گا طوقِ روئے گی زنجیرِ الوداعِ دلگیرِ الوداع

ریحانِ ایک شورِ قیامتِ پاپا ہوا  
زینب کو جب حسین نے رو کر یہ دی صدا  
جان بتولِ زینبِ دلگیرِ الوداعِ دلگیرِ الوداع

## نوحہ

جب ہو گئے مادر سے جدا عون و محمد  
شہہ بولے مجھے مار دیا، عون و محمد

تم تھے مرے ہمیشہ کی نظروں کا اُجالا  
کس ناز سے پالا  
کیوں ہو گئے ماموں سے خفا عون و محمد

پردیس میں نیکی کے فداکار بنے تم  
فوجوں میں ہوئے گم  
ملا نہیں لاشوں کا پتہ عون و محمد

عباس سے سیکھے تھے ہنر جنگ کے سارے  
ہمت نہیں ہارے

حیدر کی طرح حملہ کیا، عون و محمد

تاکید تھی ماں کی سوئے دریا نہیں جانا  
 یہ کہنا بھی مانا  
 پیاسے رہے پانی نہ پیا، عون و محمدؑ

صدقہ علی اکبرؑ کا بنا کر انہیں بھیجا  
 مادر نے کہا تھا  
 مرنے کے سوا کرتے بھی کیا، عون و محمدؑ

ہر لاش پہ رونے کے لئے زندہ تھیں مائیں  
 یہ کیسے بتائیں  
 مادر نے بھی گریہ نہ کیا، عون و محمدؑ

کسن تھے مگر حوصلے شیروں کے ملے تھے  
 لاکھوں سے لڑے تھے

عباسؑ نے دی دادِ وعاء، عون و محمدؑ

جب خون میں تر آئے تھے دونوں کے جنازے  
بتلاتے تھے چہرے

حق کر دیا نصرت کا ادا، عون و محمدؐ

ریحانِ وطن لوٹ کے جب آگئی زینبؓ  
اور گھر میں گئی جب

غش آ گیا جس وقت کہا، عون و محمدؐ

### التماس سورۃ فاتحہ

برادر سید حبیب الظفر رضوی  
ابن سید سعید الظفر رضوی و جملہ مؤمنین  
مرحومہ سیدہ عسکری بیگم بنت محمد باقر رضا  
مرحوم سید موسیٰ رضوی ابن سید محمد رضوی

مرحومین شریف فیلی  
واجد علی ابن آصف علی  
سید سعید الظفر رضوی  
ابن سید مہدی علی رضوی

## نوحہ

حسینؑ کا غم منانے والوں دعائے زہراً کا تم پہ سایہ  
مخالفت کی فضا میں تم نے الم اٹھا کے علم اٹھایا

بنا کے بچوں کو اپنے سقہ، لگا کے گھر گھر سبیل تم نے  
بتا دیا ہے حسینؑ والے کسی کو رکھتے نہیں ہے پیاسا

یہ داغِ ماتم یہ شورِ گریہ، یہ خوں بہانا حسینؑ غم میں  
وفائے عباسؑ کہہ رہی ہے رکھا ہے تم نے بھرم وفا کا

تمہاری پہچان داغِ ماتم، تمہارا ایمان فرشِ ماتم  
رکھی ہے پہچان اپنے گھر کی بلند کر کے علم لگایا

کوئی علاقہ کوئی نگر ہو، کوئی محلہ کسی کا گھر ہو  
بنا بلانے چلے گئے تم کسی نے فرشِ عزا بچھایا

عجیب رشتہ ہے ماتمی کا ہو غم کا موقعہ کہ دن خوشی کا  
مثال تسبیح اک لڑی میں جڑا ہوا ہم نے سب کو پایا

یہ فرشِ ماتم یہ آہ و زاری، ہے کس کے غم میں یہ اشکباری  
یہ غم نبیؐ کا، یہ غم علیؑ کا، یہ غم ہے مہمانِ کربلا کا

وہ غم ہے ایسے جری کا جس نے، کٹا کے بازو وفا نبھائی  
وہ جس نے اک مشک بھر کے پانی بدن کا سار لہو بہایا

وہ ایک بچی جو کربلا میں بچھڑ گئی تھی پدر سے اپنے  
اسی کے غم میں ہے نوحہ خوانی کہ جسکا لاشہ وطن نہ آیا

ریحان، توقیر ہے قلم کی حسین کے غم میں نوحہ خوانی  
یہ مرتبہ ایسا مرتبہ ہے ہر اک کی تقدیر میں نہ آیا

## نوحہ

خیموں سے اک شور اٹھا ہائے علمدار  
آخری خیمہ بھی جلا ہائے علمدار

چادریں لٹنے کی گھڑی آگئی بھائی  
ریساں بندھنے کی گھڑی آگئی بھائی  
قافلہ زنداں کو چلا ہائے علمدار

دیکھ سکیئے پہ اداسی کا یہ عالم  
سینے سے ہے لپٹائے تیرا خوں بھرا پرچم  
دیتی ہے رو رو کے صدا ہائے علمدار

نیل طمانچوں کے بھلا کس کو دکھائے  
بندے جو چھن گئے ہیں وہ کون دلائے  
بندھ گیا رسی میں گلا ہائے علمدار

نیزے پہ سر کیوں نہیں رکتا تیرا بھائی  
 اے میرے حیا دار محمدؐ کی دھائی  
 کرتی تھی زینبؓ یہ بکا ہائے علمدار

یاد وفاداریاں جب آئیں گی تیری  
 روکے صدادیں گی تجھے دھڑکنیں میری  
 کیسے جیوں تو ہی بتا ہائے علمدار

نیند تجھے آگئی دریا کے کنارے  
 راہ تیری دیکھتے ہیں پیاس کے مارے  
 سوکھا ہے بچوں کا گلا ہائے علمدار

ناد علیؑ مشک یہ دم کر کے گئے تھے  
 جاتے ہوئے تم آنکھ کو نم کر کے گئے تھے  
 زینبؓ مضطر نے کہا ہائے علمدار



مشک بچانے میں لہو اپنا بہایا  
 تیرا علم آگیا اور تو نہیں آیا  
 مثل علم لوٹ کے آہائے علمدار

تج شہہ دیں پہ چلی تم نہیں آئے  
 آگ لگی لوٹ مچی تم نہیں آئے  
 بستر سجاؤ جلاہائے علمدار

ہیں یہی ریحان و مستب کی دعائیں  
 حضرت عباسؓ کے روضے پہ بھی جائیں  
 حق کریں نوحے کا اداہائے علمدار

عاشور کا دن بھی کیا دن تھا  
 جب کنبہ نبیؐ کا پیاسا تھا  
 اور خشک گلا تھا اصغرؑ کا

معصوم سکینہؑ روتی تھی  
 رو رو کے پھو پھی سے کہتی تھی  
 کب آئیں گے پانی لے کے چچا

پامال ہوئی لاش سرور  
 بے پردہ ہوئی شہہ کی خواہر  
 جھوللا بھی علیؑ کا جلا

بچی جو طمانچے کھاتی تھی  
 آنکھوں سے لہو برساتی تھی  
 دیتی تھی صدا بابا بابا

## نوحہ

سینوں سے اٹھے ماتم کی صدا  
 آنکھوں سے بہے خوں کا دریا  
 ہر لب پہ صدا ہو واویلا  
 واویلا واویلا واویلا

شیر کے ماتم داروں کو  
 عباس کے پرسا داروں کو  
 ہم نے تو یہی کہتے ہے سنا

ماتم کے نشاں یہ کہتے ہیں  
 جو ماتم سروڑ کرتے ہیں  
 دل ان کا ہے مثل فرش عزاء

شیر	کی	گردن	پہ	خنجر
جلتا	تھا	ٹڑپتے	تھے	حیدرؓ
روتی	تھی	زمیں	کرب	وبلا
وہ	شام	غریباں	کا	منظر
جب	آل	نبی	بے	چادر
آتی	تھی	فلک	ایک	صدا
ریحان	یہ	ذمہ	داری	ہے
گر	سانس	ہماری	جاری	ہے
بچھتا	ہی	رہیگا	فرش	عزاء

## نوح

شہیر یہ کہتے تھے بصد رنج یہ رو کر اے تربت مادر  
نانا کی لحد چھٹی ہے چھٹتا ہے میرا گھر، اے تربت مادر

رہنے نہیں دیتے یہ مسلمان مجھے گھر میں ہے درد جگر میں  
اس دھوپ میں بچوں کو کہاں جاؤنگا لیکر اے تربت مادر

اماں مجھے رخصت کرو تم دے کہ دعائیں ہیں گرم ہوا میں  
ہوتا رہے پانی مجھے رستے میں میسر اے تربت مادر

اماں میری بہنوں کی ردا سر سے نہ اترے وہ وقت نہ آئے  
دیکھے انہیں نہ مجمع کفار کھلے سر اے تربت مادر

ہے فاطمہ صغراً جو یہاں گھر میں اکیلی بیمار وہ بیٹی  
ہر روز جلائے گی دیا قبر پہ آکر اے تربت مادر

اماں میرا عباسؑ ہے لشکر کا علمدار یہ میرا وفادار  
مجھ سے نہ جدا ہو کبھی پردیس میں جا کر اے تربت مادر

گرمی کے ہیں ایام سفر دشتِ بلا کا رستے میں ہے صحرا  
اماں تیرا سایہ رہے سب کنبے کے سر پر اے تربت مادر

کفار کے زرخے میں ہے نانا کی شریعت کیسی ہے قیامت  
اب تم ہی بتاؤ میں بھلا کیسے رہوں گھر اے تربت مادر

اماں مجھے معلوم ہے سر میرا کٹے گا گھر میرا جلے گا  
ہمیشہ میری بلوے میں جائے گی کھلے سر اے تربت مادر

سینہ میرے اکبرؑ کا ہے برچھی کی امانت زینبؑ کی ہے محنت  
ترپے گی سردشتِ بلا خاک کے اوپر اے تربت مادر

اماں علی اصغرؑ کی لحد رن میں بنے گی ماں روتی رہے گی  
پانی تو نہیں تیر، اُسے دیں گے ستمگر اے تربت مادر

پامال بدن ہوگا میرا جلتی زمیں پر نیزے پہ میرا سر  
روئے گا جو چھن جائے گی ہمشیر کی چادر اے تربت مادر

ریحان لحد ہلتی تھی خاتون جناں کی اٹھنے لگی آندھی  
جس وقت حسینؑ ابن علیؑ کہتے تھے روکر اے تربت مادر

## توحہ

وطن میں آ کے یہ زین العبا کا تھا نالہ  
 اُجڑ گیا میرا گھر قتل ہو گئے بابا  
 بہن سے ہو کہ مخاطب یہ کہتے تھے مولا  
 میں تیرا بھائی ہوں صغراً میرے قریب تو آ  
 صغراً مجھے پہچان میں ہوں سید سجاد  
 کیوں ہوتی ہے حیران میں ہوں سید سجاد

ہیں مجھ پہ ضعیفی کہ جو آثار نمایاں  
 آنکھوں میں یہ حلقے یہ مرے بال پریشاں  
 غم سے ہوا بے جان میں ہوں سید سجاد

میں ٹھجھ کو کلیجے سے لگا سکتا نہیں ہوں  
 اور زخم بھی سینے کے دکھا سکتا نہیں ہوں  
 کچھ دن کا ہوں مہمان میں ہوں سید سجاد



یہ بیبیاں جو ساتھ ہیں کچھ حالِ پریشان  
 ہے ان میں پھوپھی تیری کوئی اور کوئی ماں  
 بابا ہوئے قربان میں ہوں سید سجاد

اکبرؑ نے سناں کھائی ہے اصغرؑ کے لگا تیر  
 عباسؑ بھی زندہ نہیں مارے گئے شیر  
 لوٹا گیا سامان میں ہوں سید سجاد

وہ بابی سکینہؑ جو تجھے جاں سے تھی پیاری  
 آئی نہ وطن اس لئے وہ درد کی ماری  
 بھایا اُسے زندان میں ہوں سید سجاد

زینبؑ کے پسر عوانؑ و محمدؑ گئے مارے  
 ڈوبے ہیں سرِ دشتِ بلا آنکھوں کے تارے  
 کوئی نہیں پُرساں میں ہوں سید سجاد

بازاروں میں درباروں میں لے جائے گئے ہم  
 اب لٹ کے وطن آئے ہیں کرتے ہوئے ماتم  
 جینا نہیں آسان میں ہوں سید سجاد

میں اشک بہاتا رہا بازارِ ستم میں  
 زنجیر تھی ہاتھوں میں تو بیڑی تھی قدم میں  
 تھی لب پہ میری جان میں ہوں سید سجاد

ریحانِ مدینے کی فضا ہوگئی بوجھل  
 چھائے دلِ صغراً پہ غم و رنج کے بادل  
 جس دم ہوا اعلان میں ہوں سید سجاد

## نوحہ

کب ملے گی ہمیں زنداں سے رہائی اماں  
اس اندھیرے میں نظر موت ہے آئی اماں

نہند آتی ہے تو سونے نہیں دیتا ہے شقی  
کوئی سنتا نہیں بے کس کی دھائی اماں

کیا یہاں سے میں وطن اب نہ کبھی جاؤنگی  
ایسا لگتا ہے اجل قید میں لائی اماں

کتنے دن ہو گئے دیکھا ہی نہیں اصغرؑ کو  
ایسا پردیس میں پچھڑا میرا بھائی اماں

چھ مہینے ہوئے صغراً سے ملاقات نہیں  
خوں رلانے لگی صغراً کی جدائی اماں

اماں عموں تو ہیں مشہور وفاداری میں  
یہ وفا کیسی سکینہ سے نبھائی اماں

پانی لینے گئے دریا سے نہ آئے اب تک  
مجھ سے کیا پیاری تھی عموں کو ترائی اماں

پانی تو آگ بجھاتا مٹا دیتا ہے پیاس  
یاں مگر آگ ہے پانی نے لگائی اماں

کتنے آزاد ہیں رونے پہ نہیں قید کوئی  
کیسی تقدیر عزا داروں نے پائی اماں

نوحہ ریحان سکینہ کا عجب نوحہ تھا  
جب وہ کہتی تھی رسن میں ہے کلائی اماں

## نوحہ

کڑیل جواں کی لاش پہ آئے حسینؑ جب  
 قلبِ حسینؑ چاک ہوا درد کے سبب  
 کہتے تھے بے وطن کا سہارا نہیں ہے اب  
 دیکھا سوئے فرات پکارے یہ شہ کے لب  
 عباسؑ سوتے کیا ہو ترائی میں چین سے  
 اکبرؑ کا لاشہ اٹھ نہیں سکتا حسینؑ سے

اے بھائی میری آنکھ سے جاتا رہا ہے نور  
 غم سے الم سے ہو چکا شیرِ چور چور  
 مارا ہے میرے لال کو اعدا نے بے قصور  
 اُس پہ ستم یہ ہے کہ ہوئے تم بھی ہم سے دور  
 عباسؑ سوتے کیا ہو ترائی میں چین سے  
 اکبرؑ کا لاشہ اٹھ نہیں سکتا حسینؑ سے

آؤ ضعیف بھائی کی آکر مدد کرو  
 اے کربلا کے دشت کے حیدرؑ مدد کرو  
 جاگو مرے دلیر برادر مدد کرو  
 خیمے میں لاؤ لاشہ اکبرؑ مدد کرو  
 عباسؑ سوتے کیا ہو ترائی میں چین سے  
 اکبرؑ کا لاشہ اٹھ نہیں سکتا حسین سے

تم تو مرے بلانے سے پہلے ہی آتے تھے  
 میری ہر ایک بات پہ سر کو جھکاتے تھے  
 پلکوں کو اپنی پیروں پہ میرے بچھاتے تھے  
 سوتے میں سن کے میری صدا جاگ جاتے تھے  
 عباسؑ سوتے کیا ہو ترائی میں چین سے  
 اکبرؑ کا لاشہ اٹھ نہیں سکتا حسین سے

لاشِ پسر پہ سیدِ مظلوم نے کہا  
 کس وقت میں یہ داغِ جدائی ہمیں دیا  
 تنہا ترا پدر ہے ہزاروں ہیں اشقیا  
 اے لال تم ہی دو ذرا عباسؑ کو صدا  
 عباسؑ سوتے کیا ہو ترائی میں چین سے  
 اکبرؑ کا لاشہ اٹھ نہیں سکتا حسین سے

ڈرتا ہوں ساتھ برچھی کے دل نہ نکل پڑے  
 مقتل کی سمت زمینِ مضطر نہ چل پڑے  
 سکر خبر جیوں پہ نہ عابد کی بل پڑے  
 تم سوؤ شوق سے تمہیں اک پل جو گل پڑے  
 عباسؑ سوتے کیا ہو ترائی میں چین سے  
 اکبرؑ کا لاشہ اٹھ نہیں سکتا حسین سے

پانی کہاں سے دوں علی اکبرؑ کو مرتے دم  
 تم لے گئے تھے ساتھ میں مشکیزہ و علم  
 پانی کے انتظار میں کب تک رہیں گے ہم  
 جلد آؤ تم کو زینتِ مضطر کی ہے قسم  
 عباسؑ سوتے کیا ہو ترائی میں چین سے  
 اکبرؑ کا لاشہ اٹھ نہیں سکتا حسین سے

ریحانِ غمِ حسینؑ جو غربت میں سہہ گئے  
 وہ غم تو انبیاء و فرشتوں سے نہ اٹھے  
 عباسؑ کیسے آئے وہ بے دست ہو چکے  
 آخر حسینؑ تھا یہ کہتے ہوئے چلے  
 عباسؑ سوتے کیا ہو ترائی میں چین سے  
 اکبرؑ کا لاشہ اٹھ نہیں سکتا حسین سے



## نوحہ

کہتی تھی سکیئہ یہی لاشوں کے درمیاں  
تنبہا ہوں میں بابا کھڑی لاشوں کے درمیاں

رُخساروں پہ کانوں کا لہو بہنے لگا ہے  
ہر زخم جگر زخم بدن کہنے لگا ہے  
مَر جائے گی تو بھی ابھی لاشوں کے درمیاں

مقتل میں اندھیرا ہے کہاں جائے سکیئہ  
کیا کھو گئی صحرا میں کہیں ہائے سکیئہ  
نکلی ہے ڈھونڈنے پھوپھی لاشوں کے درمیاں

وہ سر بریدہ لاش سے کہتی تھی بار بار  
بابا تمہارے بعد نہیں ہے مجھے قرار  
میں یہ بتانے آگئی لاشوں کے درمیاں

پیروں میں منہ رکھا ہوا جلتی زمیں پہ تن  
سینہ فگار باپ کا پامال تھا بدن  
اس حال میں سکینہ تھی لاشوں کے درمیاں

جلتا ہوا دامن ہے سلگتے ہوئے ارماں  
حیران زمیں اور فلک بھی ہے پریشان  
منظر یہ نہ دیکھا کبھی لاشوں کے درمیاں

پیاسی تھی اور جاگی ہوئی تھی وہ نوحہ گر  
دیکھا نشیب میں ہے پڑا لاشہ پدر  
آخر کو نیند آگئی لاشوں کے درمیاں

زینب جو ڈھونڈنے چلی بچی کو ننگے سر  
ماتی نہیں تھی وہ کہیں ڈھونڈا ادھر ادھر  
زینب پکارتی رہی لاشوں کے درمیاں

آکر پھوپھی نے نیند سے بیدار کر دیا  
 شمر لعین کے خوف سے سینہ دھڑک اٹھا  
 ڈر کے وہ دوڑنے لگی لاشوں کے درمیاں

ریحان ہائے بابا کی لب پر صدائیں تھیں  
 چھائی دل سکینہ پہ غم کی گھٹائیں تھیں  
 مجلس سی ایک ہو گئی لاشوں کے درمیاں

## نوح

لیلیٰ کا پسر خاک پہ دم توڑ رہا ہے  
اک ٹوٹا ہوا نیزہ کلیجے میں گڑا ہے

خود موت بھی ہے جس کے لئے اشک بہاتی  
مقتل کی زمیں جس کو ہے سینے سے لگاتی  
جو ہو بہو تصویرِ رسولِ دوسرا ہے

زُلفوں کی گھٹھا چاند سے چہرے پہ پڑی ہے  
موت اُس کے سرہانے ابھی سکتے میں کھڑی ہے  
ماتمِ علی اکبرؑ کا ستاروں میں پچا ہے

اس غم نے تو شیرِ کی بینائی چرا لی  
اس درد نے زینت کے گرہ زینے میں ڈالی  
اس سوگ میں جنت میں بچھا فرشِ عزا ہے

دِن بیاہ کے تھے اور جوانی کا تھا عالم  
شادی کی تمنائیں پیا کرتی ہیں ماتم  
سہرا علی اکبرؑ کے جنازے پہ بندھا ہے

بہنوں نے مرادوں سے بنایا تھا جو سنگنا  
دستار میں مادر نے جو ٹانگا تھا گمبہ  
اکبرؑ کے جنازے کے قریں لا کے رکھا ہے

ماں کہتی تھی اے لال ازاں ہم کو سنا دو  
کہتی تھی بہن چاند سا چہرہ تو دکھا دو  
کہتی تھی پھوپھی کس لئے تو مجھ سے خفا ہے

تھی بالی سکیئہ کی فغاں، اے مرے بھیا  
کیا یاد نہیں تم کو جو صغراً سے تھا وعدہ  
بیمار کا تنہائی میں دل ڈوب رہا ہے

شیرِ جگر تھام کے یہ کرتے تھے فریاد  
 پردیس میں اکبرؑ مرا گھر ہو گیا برباد  
 ہم مرنے چلے زینبؑ بیکس کا خدا ہے

ہمشکلِ شیرؑ کی شہادت کا یہ نوحہ  
 ریحانؑ سرِ بزمِ عزا غم کا خلاصہ  
 رضوانؑ کے لہجے میں بیاں خوب ہوا ہے

## التماس سورة فاتحه

سید محمد تقوی ابن سید آل محمد تقوی	محمد علی رضارضائی
سید علی موسی ابن سید محمد رضی	حنیفہ مرزا علی گنج علی
سید خورشید حسین ابن سید علی موسی	مہدی علی البجید
سید خورشید حیدر	حسین علی شیرازی
سید طالب حسین رضوی ابن سید محمد اصغر	مرزا علی گنج علی
سید محمد نعیم رضوی ابن سید طالب حسین رضوی	طوبی زوجہ مرزا علی گنج علی
سید رضا زیدی ابن سید نصیر الدین حیدر زیدی	علی رضارضائی
مرتضی ابن اقبال	فضہ علی رضارضائی

## نوح

ماں کہتی تھی اے نور نظر اے علی اصغرؑ  
ڈھونڈوں تجھے صحرا میں کدھر اے علی اصغرؑ

سورج بھی ڈھلا شام ہوئی نکلے ستارے  
فرقت میں تیری تھمتے نہیں اشک ہمارے  
خون ہونے لگے قلب و جگر اے اصغرؑ

دنیا نے کہاں دیکھا کبھی ایسا سپاہی  
ہو جس نے فقط تیغ تبسم ہی اٹھائی  
اور کاٹ دے لشکر کا جگر اے علی اصغرؑ

جھولا تیرا خالی ہے میری گود کی صورت  
اے ناطق قرآن کروں کیسے تلاوت  
تو لوٹ کے آیا نہیں گھر آے علی اصغرؑ



اس سن میں کوئی جنگ کیا کرتا ہے بیٹا  
 بانچھوں سے تیری دودھ ابھی تو نہیں چھوٹا  
 تم رن کو چلے کس کے کمر اے علی اصغرؑ

بے لوری سے نیند نہیں آتی تھی تم کو  
 مقتل کے اندھیرے میں کہاں پاؤ گے ہم کو  
 کب آؤ گے دو کچھ تو خبر اے علی اصغرؑ

اے لال رن بستہ کبھی ہوتی نہ مادر  
 ڈھاتا نہ ستم مجھ پہ کبھی ظلم کا لشکر  
 ہوتے میری گود میں اگر اے علی اصغرؑ

بن تیرے کبھی سائے میں بیٹھے گی نہ دکھیا  
 ہے دھوپ میں اے لال پڑا جب تیرا لاشہ  
 کر جاؤنگی دنیا سے سفر اے علی اصغرؑ

ریحانِ سرِ دشتِ بلاِ مادرِ اصغرؑ  
نوحہ یہی کرتی تھی کہاں ہے میرا دلبر  
اک لاش ہوں زندہ ہوں مگر آئے علی اصغرؑ

## نوح

مُسلم جو قتل ہو گئے کونے کی راہ میں  
سانسیں ڈھلیں حسین کی کرب و کراہ میں

لمحوں میں ہائے کیا زمانہ بدل گیا  
جو ساتھ تھے وہ مل گئے قاتل سپاہ میں

دھوکے سے پہلے گھیرا سفیر حسین کو  
لے آئے کھینچتے ہوئے پھر قتل گاہ میں

دو لعل ساتھ آئے تھے وہ بھی بچھڑ گئے  
دونوں بھٹکتے پھرتے تھے حالِ تباہ میں

مُسلم شہید ہو گئے بے جرم و بے خطا  
تھا بعض اہل کوفہ کے قلبِ سیاہ میں

سر کاٹ کے بدن کو زمیں پر گرا دیا  
مُسلم پہ ظلم یہ ہوا مولا کی چاہ میں

پہلے نماز ساتھ پڑھی پھر مگر گئے  
شامل ہوئی رسولؐ کی اُمت گناہ میں

مثلِ حسینؑ مثلِ علمدارِ کربلا  
مُسلم شہید ہو گئے قرآن کی راہ میں

مُسلم بھی کربلا کے شہیدوں میں ایک ہیں  
زہراً و مصطفیٰ و علیؑ کی نگاہ میں

ریحانِ عصرِ نو کے یزیدوں سے کیوں ڈروں  
رہتا ہوں میں تو نادِ علیؑ کی پناہ میں

## نوحہ

موت نے سہرا جو اکبرؑ کا سجایا ہوگا  
ام لیلیٰ کا کلیجہ نکل آیا ہوگا

وعدہ صغراً سے کیا تھا جو علی اکبرؑ نے  
روح اکبرؑ نے اسے آکے نبھایا ہوگا

تم نے ہمشکل نبیؐ پیاسی سیکھنے کی قسم  
خون پانی کی طرح اپنا بہایا ہوگا

جھک گئی ہوگی کمر غم سے حسینؑ ابن علی  
خاک سے لاشہ اکبرؑ جو اٹھایا ہوگا

دل اکبرؑ پہ لگی ہوگی دوبارا برہمی  
ننگے سر زینبؑ مضطر کو جو پایا ہوگا

قلب شہیرؑ پہ اس وقت بھلا کیا گزری  
نیزہ اکبرؑ نے کیجے پہ جو کھایا ہوگا

کانپ کر رہ گیا ہوگا سر مقتل لاشہ  
قاصد صغراً جو خط صغراً کا لایا ہوگا

وہ جو عاشور کے دن خاک بلا پر بکھرا  
کتنے ارمانوں سے سہرا وہ بنایا ہوگا

تیری طاقت تو نہیں لگتی ہے ریحان ہمیں  
نوحہ جبریل نے یہ آکے لکھایا ہوگا

## نوحہ

شام والونجی کی بیٹی ہوں میرے شانوں میں رسیاں کیوں ہیں  
بے وطن ہوں تمھاری مہماں ہوں اسقدر مجھ پہ سختیاں کیوں ہیں

بھائی بیٹے نثار کر کے میں کوہِ رنجِ دالم سے گزری ہوں  
پھر بھی مجھ سے یہ پوچھتے ہو تم تیرے ہونٹوں پہ ہچکیاں کیوں

یہ جو بچی ہے زخمی کانوں کی میرے دامن میں منہ چھپائے ہوئے  
تم نے اسکو طمانچے مارے ہیں اور چھینی یہ بالیاں کیوں ہیں

گودیاں جن کی ہو گئیں خالی ایسی ماؤں پہ کچھ ترس کھاؤ  
اپنے بچوں کو رو نہیں سکتیں ظلم کی زد پہ بیبیاں کیوں ہیں

کیا بھرا گھر میں لے کے آئی تھی تم نے میرا وہ گھرا جاڑ دیا  
سوچتی ہوں کہ میرے گھر کے لئے صرف اٹھتی یہ آندھیاں

میرا اصغرؑ میرا علی اکبرؑ میرا عباسؑ اور میرا قاسمؑ  
گرم ریتی پہ سوچکے اب تو پھر یہ مقتل میں گرمیاں کیوں ہیں

میرے اک بے قصور بھائی کو ہائے لاکھوں نے مل کے مارا  
مجھکو رونے بھی تم نہیں دیتے پھر یہ کہتے ہو سسکیاں کیوں

کاش عباسؑ میرا رہ جاتا اسکے بازو قلم نہیں ہوتے  
تب بتاتی میں تجھکو اے ظالم گرتی تجھ پر یہ بجلیاں کیوں ہیں

قتل اب سبکو کر کے چکے ہو تم خوف سیدانیوں سے کیسا ہے  
اتنے ہی سورا اگر ہو تم میری باندھی کلائیاں کیوں ہیں

قافلہ بیکسوں تیبیوں کا اور بیمار قافلہ سالار  
ایسے بیمار و ناتواں کو بھی تم نے پہنائی بیڑیاں کیوں ہیں



چل کے ہاتھوں کے بل گئی تھی میں بھائی کی لاش پر سر منقل  
پوچھوان جلتے پتھروں سے ذرا زخمی میری ہتھلیاں کیوں ہیں

اک انگوٹھی تھی دست سروز میں میرے نانا کی جو نشانی تھی  
اس انگوٹھی کو لوٹنے کے لئے تم نے کاٹی وہ انگلیاں کیوں ہیں

پتھروں پر چلا رہے ہو ہمیں خوں کے آنسوؤں رلا رہے ہو ہمیں  
بے وجہ ساتھ چل رہی ہیں جو ظالموں یہ عماریاں کیوں ہیں

نوحہ خوانی کا سلسلہ جاری تا قیامت مٹیب و ریحان  
ہم اگر رکھ نہیں سکے جاری پھر یہ ہم سب کی ہستیاں کیوں ہیں

## نوح

یا زینب کبریٰ      یا زینب کبریٰ  
یا زینب کبریٰ      یا زینب کبریٰ

ہم ترے ماتمی ترے غمخوار، تیرے کنبے کے سارے ماتم دار  
آکے فرشِ عزا پہ کہتے ہیں، سب ترے بھائی کے یہ پرسادار  
اے بی بی بانی عزا، ماتم کریں حسینؑ کا  
دُرکار ہے تیری دعا یا زینب کبریٰ

خوں فشاں جسم تازیہ بردار، لب پہ ہائے حسین کی یہ پکار  
کر رہے ہیں بیانِ غم ایسے، روتی ہے جیسے مادرِ غمخوار  
اے بی بی بانی عزا، جاری رہے یہ سلسلہ  
کہتے رہیں یہ ہی سدا یا زینب کبریٰ

یاد آتا ہے شام کا منظر، بی بی سر پہ ترے نہ تھی چادر  
 ہر طرف پتھروں کی بارش تھی، تیری پوشاک تھی لہو میں تر  
 اے بی بی بانی عزا، صدمہ تھا یہ بہت بڑا  
 نیزے پہ سر پکار اٹھا یا زینب کبریٰ

تج خبطوں کی برسر دربار، جیسے چلتی ہو حیدری تلوار  
 کٹ کے گرتے تھے ظالموں کے جگر، جنگ خیر تھی یا تری للکار  
 اے بی بی بانی عزا، پیغام کربلا ترا  
 جس نے سنا یہ ہی کہا یا زینب کبریٰ

مقصد انبیاء نگاہ میں تھا، دین بی بی تری پناہ میں تھا  
 سر تھا نوک سناں پہ بھائی کا، سارا قرآن تیری آہ میں تھا  
 اے بی بی بانی عزا، دین رسول بچ گیا  
 قرآن کی تھی یہ صدا یا زینب کبریٰ

تو نے بچوں کی دی ہے قربانی، واہ رے تیرا جذبِ ایمانی  
 پیاسے بھائی کی یاد میں تو نے، خوں بنایا ہے آنکھ کا پانی  
 اے بی بی بانیِ عزا، یہ ضبط و حوصلہ ترا  
 نیزے پہ سر پکار اٹھا یا زینب کبریٰ

تیرے در پر یہ استغاثہ ہے، جو بھی فرشِ عزا پہ روتا ہے  
 اس پہ سایہ کرے ترا غازی، وہ جو مشکلکشا کا بیٹا ہے  
 اے بی بی بانیِ عزا، سن مومنوں کی یہ دعا  
 اھکِ عزا کا واسطہ یا زینب کبریٰ

جتنے مقروض ماتمی ہیں ترے، قرض تو غیب سے ادا کر دے  
 بی بی تو تو سخی کی بیٹی ہے، تو تو مفلس کو بادشاہ کر دے  
 اے بی بی بانیِ عزا، تو انما تو بل اتی  
 کہتا ہے سر جھکا ہوا یا زینب کبریٰ

قید بے جرم جو ہیں ماتم دار، مثل مظلوم عابد بیمار  
ان کو آزادیوں کا تحفہ دے، آج تو مثل حیدر کرار  
اے بی بی بانی عزا، ہم کو ہے ترا آسرا  
غیروں سے مانگنا ہے کیا یا زینب کبریٰ

ذکرِ شیر پر جو بندش ہے، منکرانِ عزا کی سازش ہے  
ان کی تو سازشوں کو رد کر دے ذکرِ سرور تو تیری خواہش ہے  
اے بی بی بانی عزا، ٹوٹے نہ غم کا سلسلہ  
ہوتا رہے یہ غم سدا یا زینب کبریٰ

تیرے بھائی نے جیسے راہب کو، سات بیٹے عطا کئے پھر تو  
تو بھی ہمیشہ اس سخی کی ہے، دے دے اولاد چاہئے جس کو  
اے بی بی بانی عزا، اولاد ایسی کر عطا  
ہو وہ بھی ماتمی ترا یا زینب کبریٰ

واسطہ اُس اسیر بچی کا، ریسماں میں بندھا تھا جسکا گلا  
وہ جو پیاسی تھی، مرگئی پیاسی، کوئی بچہ نہ اب رہے پیاسا  
اے بی بی بانی عزا، ہے ہر سبیل پر لکھا  
کہتا ہے کوئی باوفا یا زینب کبریٰ

لکھ کے ریحانِ اعظمیٰ نوحہ، میں نے اپنے قلم کو جب دیکھا  
خوں ٹپکتا تھا اس کی آنکھوں سے، سوز کا غز کے قلب سے اٹھا  
اے بی بی بانیِ عزا، ہم سے نہ حق ادا ہوا  
کردے معاف یہ خطا یا زینب کبریٰ

## نوحہ

کربلا سے جو کبھی ہو کے ہوا آتی ہے  
کسی بیمار کی بچگی کی صدا آتی ہے

یاد آجاتی ہے لوری کسی ماں کی ہم کو  
جب لبوں پر کسی مادر کی دعا آتی ہے

جب کوئی بھائی اڑھاتا ہے بہن کو چادر  
یاد تب ثانی زہرا کی ردا آتی ہے

جو اٹھاتے ہیں جلوسوں میں علم غازی کا  
اُس کی نسلوں سے ہمیں بوئے وفا آتی ہے

کل غمِ شاہ میں رونے نہ دیا زینب کو  
آج رونے کے لئے خلقِ خدا آتی ہے



چودہ سو سال ہوئے آج بھی صبح عاشور  
نوحہ پڑھتی ہوئی خود بادِ صفا آتی ہے

روضہ حضرت شیرؑ پہ رونے کے لئے  
فاطمہؑ اب بھی سرِ کرب و بلا آتی ہے

شب کی تنہائی میں سنتے ہیں سرِ کرب و بلا  
علیٰ اصغرؑ علیٰ اصغرؑ کی صدا آتی ہے

کوئی بی بی ہے جو زنداں کے اندھیرے میں دیا  
ترتِ بالی سکینہؑ پہ جلا آتی ہے

میں ہوں ریحانِ محمد کے گھرانے کا غلام  
میرے اشعار سے یوں بولے عزا آتی ہے

## نوح

نہ رُکا ہے نہ رُکے گا، نہ جھکا ہے نہ جھکے گا  
 علیؑ کے لال کا ماتم علیؑ کے لال کا پرچم

یہ ماتم عینِ فطرت ہے یہ مجلس ایک عبادت ہے  
 یہ مجلس فرضِ گریہ ہے یہ ماتم ایک سنت ہے  
 کوئی رُت ہو کوئی موسم ، رہا ہے ہر گھڑی قائم

جلوسوں میں جو پرچم ہے یہ پرچم عزمِ محکم ہے  
 کہیں ہے یادگارِ ثُم کہیں ماہِ محرم ہے  
 یہ حیدر کی نشانی ہے یہ ہے عباسؑ کا پرچم

یہ ماتم جزوِ ایماں ہے یہ ماتم غم کا عنوان ہے  
 یہ ماتم چودہ صدیوں سے ہمارے دل میں مہماں ہے  
 علم کے سائے میں ماتم، ہے اندازِ وفادارم

یہ قرآنِ وفا بھی ہے، دعائے سیدہ بھی ہے  
یہ پرچم، پرچمِ ایمان، نشانِ کربلا بھی ہے  
نشانِ باوفا کیا ہے علمِ گوید کہ من ہستم

ہوا جب دستِ زینب سے دیارِ شام میں ماتم  
پھریرے نے پڑھا نوحہ کیا پنچے نے یہ ماتم  
بنایا سب اسیروں نے وہاں پر حلقہٴ ماتم

رہے گا حشر تک جاری یہ پندارِ عزاداری  
یہ فرشِ غم شہہ دیں کا ہے ماتم سے وفاداری  
یہ مجلس اور یہ ماتم رہیں گے تا ابد پیہم

وہ مجلس ہو کہ ہو ماتم علم ہو یا سبیلِ غم  
مجھے ریحانِ ہر لمحے ادا کرنا ہے رسمِ غم  
قلمِ گریہ گناں ہوگا رہے گی آنکھ بھی پُر نم